رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا اله الا الله محمد رسول الله

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده ونصلي على رسوله الكريم

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله

عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز اردو رسالہ

ایڈیٹر - قاضی محمد ظہور الدین اکمل

[illegible]

[illegible]

نمبر (۶) | جون ۱۹۲۷ء | ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۲۶

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مصنف
رومن کیتھولک مشنری کس طرح تیار ہوتے ہیں	۲۰۱ – ۲۰۴	شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی
انجیل اور قرآن مجید کی تعلیم کا مقابلہ	۲۰۴ – ۲۰۶	مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ دمشق
چند سوالات کے جواب	۲۰۶ – ۲۰۹	سن رائز
آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں	۲۰۹ – ۲۱۶	حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
ایشوری گیان یا الہامی کتاب	۲۱۷ – ۲۲۷	مولانا اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری
انفاق فی سبیل اللہ	۲۲۷ – ۲۳۶	چوہدری ظہور حسین صاحب بی اے مرحوم شملہ
تاریخی شذرات	۲۳۶ – ۲۴۱	ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں منشی عبد الرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے شائع کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری یہ دوا سِل حقیقی کیواسطے ہے جسکی مختصر تعریف یہ ہے۔ کہ پھیپھڑہ خواہ کسیوجہ سے زخم ہو کر اوّل خون پھر اوپر پیپ آنے لگے

مرض سِل کا علاج

ناظرین کو تعجب ہوگا۔ کہ جس مہلک مرض کو عمر بھر لا دوا سمجھا۔ اور یونانی و ڈاکٹری تمام اطباء نے مایوس العلاج سُنا اُسکے علاج کے کیا معنے؟ مگر حق تعالیٰ کا فضل کسی زمانہ اور کسی شخص کیلئے مخصوص نہیں۔ الحمد للہ کہ لاکھوں بیش قیمت جانوں کے تلف کرنے والے **مرض سِل کا تیر بہدف تریاق** ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ اور تجربہ میں بھی آگیا۔ اگرچہ اعلان کرتے ہوئے طبیعت ہماری بھی جھجکی اور خیال ہوا کہ سالہا سال کی دلوں میں بیٹھی ہوئی ناامیدی کے مقابلہ پر ہمارے اس قول کی کیا وقعت ہوگی کہ **ہماری ایجاد کردہ ایک تولہ شفاء السل ہماری ہدایات کیموافق استعمال کرنیسے مسلول کو باذن اللہ صحت حاصل ہوجائیگی**۔ مگر خدا کی دی ہوئی بے بہا نعمت کو چھپا کر رکھنا شرافت اور مروّت انسانی کے خلاف تھا۔ اسلئے بنظر مزید احتیاط ہمنے خاص اطباء پر بغرض تجربہ و امتحان یہ دوا **مفت تقسیم** کی اور منصفانہ رائے طلب کی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ خاطر خواہ کامیابی اور نتیجہ خیز آراء سے ہماری حوصلہ افزائی ہوگئی۔ چنانچہ اسوقت ہم صرف **شاہی طبیب جناب حکیم نور الدین صاحب امیر جماعت احمدی کی قلمی دستاویز** (جو طبّی حیثیت سے ہندوستان میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً ایک بیش قیمت اور نہایت وزنی رائے ہے)۔ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ مرض سِل کے لا دوا ہونے کا اعتقاد انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد لوگوں کے دلوں سے جاتا رہیگا۔ اور ہماری سریع التاثیر دوا جسکو ہم **اکسیر** کا خطاب دیں تو بیجا نہیں آہستہ آہستہ تمام ملک کے اطباء کو اپنا مداح و گرویدہ بنالیگی۔ قیمت فی تولہ چار روپے (للعہ) علاوہ سِل کے تمام اندرونی زخموں میں باذن اللہ فوری اثر دکھلاتا ہے

رئیس الاطباء جناب حکیم نور الدین صاحب رئیس بھیرہ ضلع شاہپور کا ارشاد

السلام علیکم۔ آپ کی دوائی جو سِل کیلئے آپنے مجھے دوبار تجربہ کیلئے بھیجی اسکو میں نے بہت ہی احتیاط کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ بے ریب یہ دوائی ایسے مسلولوں کو جنکو نزلہ کی شکایت نہو بہت ہی مفید ہے۔ اللہ تعالےٰ اسمیں اور بھی برکت بخشے اور لوگ اس موذی مرض سے آپکی **مفید دوائی** سے نفع اُٹھائیں +

نور الدین - ۲۳ - دسمبر ۱۹۰۷ء
قادیان

نوٹ: - غرباء و بیمقدور مریضوں کو بشرطیکہ تنگدستی کا ثبوت دیدیں یہ دوا بلا قیمت دیجائیگی۔ مگر خرچ ڈاک وغیرہ ہر حال میں منگانے والے کے ذمہ ہوگا۔ پتہ صاف حروف میں تحریر کرنا چاہیئے +

المشتہر

حافظ محمد یعقوب گنگوہ - ضلع سہارنپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رومن کیتھولک مشنری کس طرح تیار ہوتے ہیں؟

غالباً یہ امر نہایت دلچسپی کا موجب ہوگا کہ ہم رومن کیتھولک مشنریوں کے طریق تعلیم و تربیت پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالیں۔ میں یہاں کے بعض مشنری کالجوں اور بورڈنگوں کے دیکھنے کا انتظام کر رہا ہوں اُسوقت میں تفصیل سے لکھ سکونگا۔ لیکن سپین کے فرقہ یسوعین کے ایک پریسٹ سے جو حالات مجھے معلوم ہوئے ہیں۔ میں انکو عام فائدہ کے لئے شائع کر دینا چاہتا ہوں۔ یہ پریسٹ صاحب یہاں انگریزی زباندانی کے لئے آئے ہوئے ہیں میرے ان سے کئی مکالمے ہوئے ہیں۔ سپین کے متعلق بھی اکثر معلومات ان سے حاصل کر سکا ہوں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ میں سپین جاؤں تو انکا مہمان بنوں یہ تو شائد میں نہ کر سکوں لیکن اللہ تعالیٰ چاہے تو سپین جانے پر ان سے ضروری مقامات کے دیکھنے اور علم حاصل کرنے میں مدد مل سکے

اُنہوں نے میرے استفسار پر بتایا کہ جو لوگ مشنریانہ زندگی اختیار کرنا چاہتے ہیں انکی زندگی کے تین حصے ہوتے ہیں۔ سب سے اوّل جب وہ اپنے اس خیال کا اظہار کرتے ہیں تو وہ غیر مشروط طور پر داخل کر لئے جاتے ہیں لیکن داخلہ کے وقت ان سے تین شرائط پر بیعت لی جاتی ہے۔ اوّل پاکیزگی دوم مفلسی سوم اطاعت۔ پاکیزگی سے مراد یہ ہے کہ وہ نیک زندگی بسر کرینگے اور شادی نہ کرینگے۔ مفلسی سے یہ مراد ہے کہ وہ روپیہ کا مطالبہ نہ کرینگے اور نہ روپیہ جمع کرینگے۔ سوم جو حکم افسر کی طرف سے دیا جائیگا۔ اسکے وجوہات اور اسباب معلوم کرنے کے بغیر فرمانبرداری کریں گے۔

اس ابتدائی مرحلہ میں عام طور پر دو سال تک انکو رہنا پڑتا ہے اس عرصہ میں ہر وقت انکو اختیار ہے کہ اگر وہ ان امور کو اپنے لئے گراں سمجھیں اور دیکھیں کہ عمل نہ کر سکیں گے تو وہ علیحدہ ہو سکتے ہیں اور ان پر کوئی الزام نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) اگر آپ پیشہ ور ہیں۔ اور آپ کے نزدیک آپکے پیشہ کے ذریعہ سے ملک کے مختلف گوشوں میں انسان روزی کما سکتا ہے۔ تو آپ یہ ارادہ کرلیں کہ آپ مسلمان مستحقین کو اپنا پیشہ سکھا کر انہیں کام کے قابل بنانے کی ہر سعی کو استعمال کرینگے اور اس ارادہ سے صیغہ ترقی اسلام کو اطلاع دیں ؛

(۴) چونکہ بہت سے لوگ اپنے پیشے سکھانے چاہتے ہیں لیکن مستحق آدمیوں کا انکو علم نہیں ہوتا۔ اسلئے اگر آپ پیشہ سکھا نہیں سکتے۔ مگر آپ کو ایسے نوجوانوں کا حال معلوم ہے۔ جو مناسب پیشہ جاننے کے سبب سے بیکار ہیں۔ تو ایسے ۔۔ ۔ نوجوانوں کے نام سے صیغہ ترقی اسلام کو اطلاع دیں۔ یہ بھی آپ کی اسلامی خدمت ہوگی ؛

(۵) مسلمان ہر جگہ پر ظلم کا شکار ہو رہے ہیں۔ اگر آپ صاحب رسوخ ہیں اور اسلام کی خدمت کا درد اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ تو آپ آج سے ارادہ کرلیں کہ مسلمان مظلوموں کی مدد کیلئے آپ حتی الوسع تیار رہینگے۔ اور اپنے ارادہ اور پتہ سے مذکورہ بالا صیغہ کو اطلاع دیں۔ تا جو کام آپکے مناسب حال ہو۔ اس سے آپکو اطلاع دیجائے ؛

(۶) اگر آپ یہ نہیں کرسکتے۔ تو یہ بھی آپ کی اسلامی خدمت ہوگی۔ کہ آپ ایسے مظلوموں کے ناموں اور پتوں سے صیغہ مذکورہ بالا کو اطلاع دیں۔ تا جہاں تک اس کے امکان میں ہو۔ اصلاح کی کوشش کرے ؛

(۷) اگر اللہ تعالیٰ نے آپکو اقتصادیات کا علم دیا ہے۔ اور ذہن رسا عطا کیا ہے۔ اور آپکو بعض ایسے کام اور پیشے معلوم ہیں۔ جن میں مسلمان ترقی کرسکتے ہیں تو اسکے متعلق صیغہ مذکور کو تفصیلی علم دیں تا اگر اسکے نزدیک وہ کام یا پیشہ مسلمانوں کے لئے مفید ہوں۔ تو وہ انکی طرف انہیں توجہ دلائے ؛

(۸) اگر آپکو بعض ایسے محکموں کا حال معلوم ہو۔ جن میں مسلمان کم ہیں۔ اور انکی طرف توجہ مسلمانوں کے لئے مفید ہے۔ تو ان سے صیغہ مذکور کو اطلاع دیتے رہیں۔ یہ بھی ایک اسلامی خدمت ہے ؛

(۹) اگر آپ بارسوخ آدمی ہیں۔ اور اپنے علاقہ کے حکام پر اثر رکھتے ہیں تو آپ اپنا نام اس غرض کے لئے پیش کرسکتے ہیں۔ کہ اگر اس علاقہ کے مسلمانوں کی کسی ضرورت کے لئے کسی ڈیپوٹیشن کی ضرورت ہو۔ تو آپ اس میں شامل ہونیکے لئے بشرطیکہ آپکے حالات اجازت دیں۔ طیار ہیں ؛

(۱۰) بعض تعلیمی صیغے ایسے ہیں۔ کہ انکی طرف توجہ مسلمانوں کے آیندہ مفاد کے لئے از حد ضروری ہے۔ پس اگر آپ پروفیسر ہیں یا تعلیم کے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ تو ایسے تمام تعلیمی شعبوں سے صیغہ مذکور کو اطلاع دیتے رہا کریں۔ جن میں مسلمان کم ہیں۔ اور جن میں شمولیت مسلمانوں کیلئے مفید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ اور خود بھی مسلمان طالب علموں کو تحریک کرتے رہیں کہ وہ ان شعبوں میں داخل ہوں۔ تا آئندہ اسلامی کام میں مفید ہو سکیں +

(۱۱) اگر آپکو خدا تعالیٰ نے آسودگی دی ہے۔ اور اولاد عطا کی ہے۔ اور اسلام کی خدمت کا شوق دیا ہے تو اندھا دھند پرانی لکیر پر چلکر ایک ہی لائن پر اپنے بچوں کو نہ چلائیں۔ بلکہ اپنے بچہ کو اعلیٰ تعلیم دلانے سے پہلے اپنے احباب سے مشورہ کر لیں کہ کس تعلیم سے نہ صرف بچہ ترقی کر سکتا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ صیغہ مذکورہ بالا کو اطلاع دینے پر وہ بھی ہر قسم کا مشورہ دینے کے لئے تیار رہیگا۔ اگر اس کا مشورہ آپ کو مفید نظر آئے۔ تو اس پر آپ عمل کر سکتے ہیں +

(۱۲) آپ اس طرح بھی اسلام کی خدمت کر سکتے ہیں۔ کہ خود بھی سادہ زندگی کو اختیار کریں۔ اور اپنے بچوں کو بھی سادہ زندگی اختیار کرنے کی تحریک کریں۔ سادہ زندگی قربانی کی روح اور جرأت پیدا کرتی ہے۔ جس کی قومی ترقی کے لئے از حد ضرورت ہے +

(۱۳) اگر آپ کو خدا تعالیٰ نے عزت دی ہے۔ تو غرباء سے۔ اور اگر آپ شہری ہیں تو قصباتیوں سے تعلق بڑھائیں۔ تا اسلامی برادری کا احساس قلوب میں پیدا ہو۔ اور اس کا چھوٹا طبائع پر گراں گذرے +

(۱۴) اگر آپ کو توفیق ملے۔ تو تعاون باہمی کی انجمنیں اپنے علاقوں میں قائم کریں لیکن اس کے لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ذرا سی بدنیتی بلکہ غفلت سے بھی اس قسم کی انجمنیں بجائے فائدہ دینے کے ضرر رسان ہو جاتی ہیں۔ اور بغض و عداوت پیدا ہو جاتی ہے +

(۱۵) ہندو مسلمانوں سے چھوت کرتے ہیں۔ اور کھانے کی چیزیں ان سے نہیں خریدتے۔ نہ ان کے پکے ہوئے کھانے کھاتے ہیں۔ اس کا یہ نقصان ہو رہا ہے کہ (۱) نو مسلم اقوام چونکہ چھوت کرنے والے کو بڑا خیال کرتی آئی ہیں۔ وہ مسلمانوں کو اس سلوک پر راضی دیکھ کر یہ خیال کرتی ہیں کہ مسلمان اپنے آپ کو ہندوؤں سے ادنیٰ سمجھتے ہیں۔ اور اس خیال کی وجہ سے ہندوؤں کی طرف جانے کو پسند کرتی ہیں (۲) کروڑوں روپیہ سالانہ مسلمانوں کے گھروں سے ہندوؤں کے ہاں جاتا ہے۔ جسکی واپسی کی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ ہندو ان چیزوں کو مسلمانوں سے نہیں خریدتے۔ پس آپ آج سے عہد کر لیں کہ کسی ہندو کی پکی ہوئی یا اس کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی چیز کا استعمال نہیں کرنا۔ جب تک کہ ہندو اپنی روش کو بدلکر مسلمانوں سے خریدنا اور ان کے ہاتھوں کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھانا شروع کردیں۔ اس طرح کروڑوں روپیہ مسلمانوں کا بچ جائیگا۔ (۲) ہزاروں لاکھوں نو مسلم شدھی سے محفوظ ہو جائینگے۔ (۳) ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو کام ملجائیگا۔ ہندو صاحبان اس کا نام بائیکاٹ رکھتے ہیں اسے فساد کہتے ہیں۔ مگر یہ رائے انکی غلط ہے۔ اگر یہ بائیکاٹ اور فساد ہے تو وہ اتنے عرصہ سے کیوں اس بائیکاٹ کو رائج اور اس فساد کو کھڑا کرتے آئے ہیں۔ آج مسلمانوں کی اقتصادی ترقی کا راز اس چھوت کے مسئلہ میں مخفی ہے۔ ہر ایک جو اسکو نظر انداز کرتا ہے وہ قومی غدار یا قومی ضروریات سے غافل ہے۔ میں نے آج سے چار سال پہلے سے اس آواز کو اُٹھایا ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس طرف توجہ کے ساتھ ہی مسلمان اقتصادی آزادی کا سانس لینے لگیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ تمام مسلمانوں کو بار بار تحریک کرتے رہیں۔ اور اس کے متعلق لیکچر کراتے رہیں۔ ضرورت کے وقت آپ صیغہ ترقی اسلام سے مدد لے سکتے ہیں۔ اور آپ کی طرف سے اطلاع آنے پر لیکچرار بھیجے جا سکتے ہیں ؂

(۱۶) مسلمانوں کو اس امر کی بار بار تحریک کرنی چاہیئے۔ کہ وہ وقتی طور پر اپنے جوش کا اظہار کرنے کی بجائے استقلال سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ ہر ایک فساد جو پیدا ہوتا ہے وہ اسلام کو مادّی اور روحانی طور پر کمزور کر دیتا ہے۔ پس فساد سے بچنے اور مستقل ارادہ سے کام کرنے کی طرف آپ اپنے گردو پیش کے لوگوں کو تحریک کرتے رہیں ؂

اس وقت تک میں نے دنیوی تدابیر بتائی ہیں۔ اور انکو پہلے بیان کرنے کی یہ وجہ نہیں کہ وہ زیادہ اہم ہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ اسوقت ملک کی حالت ایسی ہو رہی ہے کہ لوگ دین کی بات کو فوراً سُننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ پس میں نے چاہا۔ کہ جو لوگ دین سے بے پرواہ ہیں۔ وہ بھی اس طرف متوجہ ہو جائیں۔ دینی کاموں میں سے مفصلہ ذیل آپ کر سکتے ہیں:۔

(۱۷) آپکے محلہ اور آپکے گاؤں میں ایسے لوگ ہیں۔ جن کو ہندو تہذیب نے ہزاروں سالوں سے غلام بنا رکھا ہے۔ بلکہ چونکہ ہندو کہتے ہیں کہ ان کا مذہب کروڑوں سال سے ہے۔ اس صورت میں یہ اقوام کروڑوں سال سے جانوروں سے بدتر سلوک برداشت کرتی چلی آتی ہیں۔ انکی ہدایت کی طرف توجہ کریں۔ اور اگر یہ نہیں۔ تو جس جگہ کوشش کرنا آپکے نزدیک مفید نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ اسکی اطلاع فوراً صیغہ ترقی اسلام کو بھیجدیں۔ اور حتی المقدور اس کام کو بجالانے کی کوشش کرے ؂

(۱۸) مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے چونکہ وقتاً فوقتاً اشتہارات کی تقسیم کی ضرورت ہوتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر آپ اپنے پتہ سے اطلاع دیں۔ اور اس خدمت کو اپنے ذمہ لیں کہ آپ مرسلہ اشتہارات کو مناسب موقعوں پر اپنے شہر یا محلہ میں لگا دینگے تو یہ بھی ایک دینی خدمت ہے ٭

(۱۹) چونکہ اس قدر عظیم الشان کام بغیر عام تربیت کے نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ چاہیں۔ اور آپکے لئے ممکن ہو تو ایک خدمت آپ اسوقت یہ کر سکتے ہیں کہ اس لٹریچر کو منگوا کر جو اسوقت کی ضرورت کے مطابق شائع کرایا جائیگا۔ اپنے علاقہ میں فروخت کریں۔ صیغہ ترقی اسلام نہایت چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ موجودہ ٹریکٹ کے سائز کے شائع کراتا رہیگا۔ جو سستے داموں پر دیئے جائینگے۔ انکو اگر آپ مناسب قیمت پر اپنے علاقہ میں فروخت کریں۔ تو آپ فائدہ بھی اٹھا سکتے ہیں اور خدمت اسلام بھی کر سکتے ہیں ٭

(۲۰) اگر آپکے قصبہ اور شہر میں کوئی اسلامی انجمن ایسی نہیں جو تبلیغی کام میں حصہ لے رہی ہو۔ تو آپ ایسی انجمن کو قائم کر کے دینی خدمت کر سکتے ہیں۔ انجمن کے قیام کے لئے صحیح مشورہ دینے یا بعد میں اسکے جلسوں پر لیکچر دینے کیلئے صیغہ ترقی اسلام کو لکھنے پر جہاں تک ممکن ہوگا۔ آپکو لیکچرار بھیجکر کیجائیگی ٭

(۲۱) ہندو لوگ ہر علاقہ میں خفیہ خفیہ شدھی کی تحریک جاری کر رہے ہیں۔ آپ ایک بہت بڑی خدمت اسلامی کرینگے۔ اگر آپ انکی حرکات کو تاڑتے رہیں اور جس وقت اپنے علاقہ کے متعلق یا کسی خاص شخص کے متعلق ذرا سا بھی شبہ پڑے۔ تو صیغہ ترقی اسلام کو اطلاع دیں۔ تا فوراً اس کے تدارک کی کوشش کیجائے ٭

(۲۲) بیواؤں۔ مظلوم عورتوں اور یتیموں کو آریہ اور مسیحی خصوصاً بہکا رہے ہیں۔ آپ ایک بڑی خدمت اسلام کرینگے۔ اگر ان کے حالات پر نگاہ رکھیں۔ اور انکی مدد اور ہمدردی کریں۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تحریک کریں ٭

(۲۳) اگر آپ کو شوق تبلیغ ہے اور آپ عربی کی تعلیم رکھتے ہیں یا کم سے کم انٹرینس تک تعلیم یافتہ ہیں۔ تو ہم بڑی خوشی سے آپکی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تبلیغی کام کیلئے کم از کم تین ماہ سے چھ ماہ تک کا عرصہ کافی ہوگا۔ اگر اتنے عرصہ کے لئے آپ فرصت نکالکر دینی تعلیم حاصل کر لیں۔ تو اسطرح آپ اپنے طور پر تبلیغ اسلام کے لئے بہت مفید ہو سکیں گے ٭

(۲۴) اگر آپکے ہاں پہلے سے انجمن قائم ہے تو آپ تبلیغی لیکچروں یا مباحثوں کا انتظام کر کے خدمت اسلام کر سکتے ہیں۔ اطلاع ملنے پر مذکورہ صیغہ آپکی ہر طرح مدد کرے گا ٭

(۲۵) آپ مسلمانوں کی دینی تعلیم کے لئے ایسے لیکچروں کا انتظام کر کے بھی جن میں اسلامی تعلیم کی خوبیاں بیان کی جائیں۔ اسلام کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اطلاع ملنے پر صیغہ مذکور آپ کی مدد کریگا ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲۶) آپ دین کی خدمت کے لئے اپنے اموال میں سے ایک حصہ الگ کر کے دین اسلام کی مدد کر سکتے ہیں۔ اس رقم کو جہاں آپ مناسب سمجھیں۔ اور جسے آپ سمجھیں کہ اسلام کی خدمت کر رہا ہے۔ اور دیانتداری سے اسلام کی خدمت کر رہا ہے۔ دے سکتے ہیں۔ لیکن کچھ نہ کچھ مالی امداد اسلام کو اپنی حیثیت کے مطابق ضرور کریں۔

(۲۷) آپ مسلمانوں میں یہ خیال پیدا کر کے کہ آپس میں گو ہمارے کس قدر اختلاف ہوں لیکن دشمنان اسلام کے مقابلہ میں ہمیں ایک ہو جانا چاہیئے۔ اور اسلام کے محافظوں کو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجنے والوں کو بہرحال اسلام کے دشمنوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو گالیاں دینے والوں پر فضیلت دینی چاہیئے۔ اور اسلام کی خدمت کے وقت انکی پیٹھ میں خنجر نہیں گھونپنا چاہیئے۔ ایک بہت بڑی خدمت اسلام کر سکتے ہیں ؏

(۲۸) آپ مسلمان زمینداروں میں یہ خیال پیدا کر کے کہ وہ اپنے علاقہ کی ادنیٰ اقوام کو مسلمان بنانے میں مبلّغین اسلام کی مدد کریں۔ خدمت اسلام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اس وقت بہت سے مسلمان زمیندار ادنیٰ اقوام کی تبلیغ میں اس لئے روک بنتے ہیں کہ مسلمان ہو کر یہ ہمارا کام چھوڑ دینگے۔ یہ ایک وسوسہ ہے۔ انہیں بتانا چاہیئے کہ یہ مسلمان نہ بنیں گے۔ تو ہندو یا سکھ بنیں گے اور نہ صرف کام چھوڑ دینگے بلکہ دشمنوں سے ملکر انکا مقابلہ کرینگے۔

(۲۹) آپ ایک بہت بڑی دینی خدمت کرینگے۔ اگر مسلمانوں کو ہر موقع پر اس خطرہ سے آگاہ کرتے رہیں جو اس وقت اسلام کو پیش آرہا ہے ؏

(۳۰) آپ کی خدمت اور بھی بڑھ جائے گی۔ اگر آپ ایسے لوگوں کے ناموں اور پتوں سے صیغہ مذکورہ بالا کو اطلاع دیتے رہا کریں۔ جو کسی نہ کسی رنگ میں خدمت اسلام میں حصہ لینے کے لئے تیار ہوں ؏

(۳۱) اگر آپ ان امور میں سے کسی امر کی تعیین نہ کر سکتے ہوں۔ تو آپ کم سے کم اس قدر ضرور کریں۔ کہ اپنی زندگی کو اسلام کی تعلیم کے مطابق بسر کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح آپ اسلام کو اعتراض سے بچانے میں ہماری مدد کرینگے۔ اور اللہ تعالیٰ آپکو مزید ترقی کی توفیق دے گا ؏ خط و کتابت بنام صیغہ ترقی اسلام قادیان ضلع گورداسپور

مرہم عیسیٰ کی ڈبیاں ہمارے پاس اس مشہور و معروف مرہم کی چند ڈبیاں موجود ہیں اہل حاجت منگوالیں قیمت متوسط ڈبی ۸؍ کلاں ۱؍ ملنے کا پتہ تشحیذ قادیان

مسیح موعودؑ کی دو زرد چادروں کی حقیقت ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کے قلم سے ۴؍

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہل قبلہ اپنے حریفوں کے خیالات پر غور کریں

ہسپانیہ کے مختار مطلق جنرل پریمو ڈی ریویرا نے حال میں ریف اور مجاہدین ریف کے متعلق اظہار خیال کیا ہے چنانچہ اس نے ایک فرانسیسی وقائع نگار کو بیان دیا ہے۔ اسمیں اسلام کے متعلق اپنے خیالات یہ ظاہر کیئے ہیں:-

اسلام اور مسیحیت شروع سے ایک دوسرے کے حریف رہے ہیں۔ مسیحیت نے اپنے تمام دشمنوں کو پاش پاش کر ڈالا ہے۔ لیکن یہ سخت جان حریف اسلام باوجود اپنی تمام تباہیوں کے اب تک زندہ ہے اور خطرہ کی صورت میں دنیا کے سامنے موجود ہے۔ مسیحیت کو دنیا کی کسی تحریک سے خطرہ نہیں جتنا کہ اسلام سے ہے۔

درحقیقت اسلام کا اصلی مشن اور مقصد مسیحیت کو برباد کرنا ہے۔ اسوقت اسلام پوری بیداری کے ساتھ افریقہ کے شمالی ساحلوں پر نظر جمائے ہوئے ہے۔ مسیحی ہسپانیہ اور فرانس کی مراکش میں ہر پیش قدمی پر اسلام دانت پیس رہا ہے۔ ہسپانیہ پر اسکی ناراضی بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ ہسپانیہ سے وہ بہت بری طرح نکالا جا چکا ہے۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں دیکھ سکتا کہ وہی ہسپانیہ جو صدیوں سے اس کے ظلم و جور کا تختہ مشق رہا ہے۔ اب ان کی موروثی سرزمین مراکش پر قابض ہو۔

لیکن مجھے یقین ہے کہ قدرت خداوندی نے مجھے ایک عظیم الشان کام کی انجام دہی کیلئے منتخب کرلیا ہے۔ میں نے برضا و رغبت خود اس اہم کام کی تمام ذمہ واریاں اپنے کاندھوں پر اٹھالی ہیں اور مجھے اپنی ذات پر اعتماد ہے کہ میں اسے پورا کرونگا۔ وہ عظیم الشان مہم یہ ہے کہ مشرق اور مغرب کی فیصلہ کن جنگ کو زیادہ سے زیادہ کردوں یہ جنگ کبھی نہ کبھی ہوگی ضرور مگر میں اسے عرصہ التوا میں ڈالدینے کی کوشش کررہا ہوں۔ اگر عبدالکریم مراکش میں کامیاب ہوجاتا تو تمام اسلامی دنیا میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ لگ جاتی۔ ٹیونس الجزائر طرابلس مصر۔ شام فلسطین عراق اور ہندوستان غرضکہ ہر جگہ بغاوت پھوٹ پڑتی اور اس کا روکنا محال ہوجاتا لیکن ہسپانیہ نے ریف قائم کرکے تمام خطرے بہت مدت کیلئے دور کردیئے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہسپانیہ نے تمام یورپ کی مدافعت کے لئے جنگ کی ہے۔ اور فتح حاصل کرکے یورپ کو زرد اور سرخ خطروں سے بچالیا ہے۔

امریکہ میں طوفان نوح

مسیحی امریکہ جسکے جسم میں دہریت کے زہریلے جراثیم سرایت کئے ہوئے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ خود تو اُس طوفان نوحؑ سے کچھ بھی عبرت حاصل نہیں کریگا جس نے سینکڑوں میل تک دریائے مسی سپی کی وادی کو تہ آب کر دیا ہے۔ لیکن خدا پرست دنیا امریکہ کی اس طغیانی سے بہت کچھ بصیرت حاصل کر سکتی ہے۔ اس ہولناک طغیانی کے مقابلہ میں موجودہ تمدّن کی بیکسی کی کیفیت رائٹر کے تاروں سے روزانہ منکشف ہوتی رہتی ہے۔ تازہ تفصیلات سے واضح ہے کہ دو ہزار اشخاص طغیانی کے باعث نذر اجل ہو گئے اور دو لاکھ سے زیادہ بے خانماں ہو گئے۔ لاکھوں آدمی جو سیلاب زدہ علاقہ سے فرار ہو کر دیگر محفوظ مقامات میں پناہ گزین ہوئے ہیں اُنکی حالت بہت ہی خراب ہے۔ نہ کھانے کا انتظام ہے نہ کپڑے کا۔ آسمان کی چھت اُن کی چادر ہے اور سورج کی کرنیں انکی خوراک۔ ابتک تقریباً چالیس شہر سیلاب کے اثر سے تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور ایک سو میل تک جدھر نظر جاتی ہے پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ اسٹیمروں موٹر کشتیوں اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ اُن لوگوں کو سیلابی اقطاع سے نکالا جا رہا ہے جو درختوں وغیرہ پر جان بچائے ہوئے ہر گھڑی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ پانی کی روانی کو مصنوعی طور پر روکنے کے لئے ہر قسم کی تدابیر عمل میں لائی جا رہی ہے لیکن اسوقت تک طغیانی کا زور بدستور قائم ہے۔ اہل امریکہ کے ساتھ اس مصیبت میں ہمدردی کرنا انسانی فرض ہے ٭

صرف مذہب اسلام ہی بغیر شمشیر کے پھیلا

اسٹوڈرڈ اپنی کتاب "جدید دنیائے اسلام" میں لکھتا ہے :-

" عروج اسلام انسانی تاریخ کا سب سے زیادہ حیرت انگیز واقعہ ہے اسلام کا آغاز ایک گمنام ملک اور گمنام قوم میں ہوا۔ تاہم ایک صدی کے اندر نصف دنیا میں چھا گیا۔ بڑی بڑی سلطنتیں پاش پاش ہو گئیں قدیم مذہب مٹ گئے۔ اقوام عالم میں روحانی انقلاب پیدا ہو گیا۔ اور ایک نئی دنیا (یعنی دنیائے اسلام) کا اجرا کیا گیا۔ جسقدر ہم عروج اسلام پر نظر غائر ڈالتے ہیں۔ اسی قدر ہماری حیرت ادر دوبالا ہو جاتی ہے۔ دیگر عظیم الشان مذاہب راہ ترقی میں آہستہ آہستہ کلفت و مشقت کے ساتھ گامزن ہوئے اور پھر زبردست بادشاہوں کے قبول مذہب سے مسلط ہو گئے قسطنطین نے مسیحیت کیلئے۔ اسوکا نے بدھ ازم کیلئے اور سائرس نے دین زردشت کیلئے اپنا سارا زور خرچ کر دیا۔ لیکن اسلام کی یہ حالت نہ تھی اسلام کی ابتدا ایک صحرا میں ہوئی جہاں کے خانہ بدوش باشندے انسانی تاریخ میں کبھی ممتاز نہیں ہوئے تھے۔ اسلام کی راہ میں بڑی بڑی مادی رکاوٹیں تھیں اور کسی قسم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی

ایشوری گیان یا الہامی کتاب

یہ وہ مضمون ہے۔ جو ہمارے مبلغ صیغہ دعوۃ و تبلیغ مولانا اللہ دتا صاحب جالندھری نے گوروکل کانگڑی کی پچیس سالہ جوبلی کے غیر معمولی اجتماع کے موقعہ پر پڑھا تھا۔

معزز صدر و جملہ حاضرین کرام! آج کا مضمون "ایشوری گیان" ہے مذہبی نمائندوں کو کانفرنس کی طرف سے دعوت دی گئی ہے۔ کہ وہ اس مضمون پر اپنے مذہبی نقطۂ نگاہ کو پیش کریں۔ کسی مذہب پر حملہ نہ کریں۔ گویا اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنی چاہئیں۔ سو یاد رہے۔ کہ انسان کی سرشت میں ہی خالق کون و مکان کی محبت کا خمیر رکھا گیا تھا۔ اس لئے ضرور تھا۔ کہ وہ اپنے محبوب ازلی اور مطلوب حقیقی، خدا کے وصال کیلئے دیوانہ وار کوشاں ہوتا۔ تاریخ عالم شاہد ہے۔ کہ اس محبوب لامکان تک پہنچنے کیلئے فطرت انسانی نے کیا کچھ جدوجہد کی۔ اور اس کے سچے عشاق نے کس رنگ پر آرام و چین، راحت و سکھ، عیش و عشرت اور اپنی خواہشات کو قربان کر دیا اور اپنے مولیٰ سے پیوند کرنے کے لئے کس طرح اپنے اوپر موت وارد کی اور خاک میں مل گئے۔

انسان کی یہ سچی تڑپ، حقیقی ولولہ اور عاشقانہ شور و غوغا کیونکر بے اثر رہ سکتا ہے۔ جبکہ یہ سب انسانیت کی علت غائی اور اللہ تعالےٰ کے اپنے پیدا کردہ جذبۂ محبت کا ظہور تھا۔ اگر آنکھوں کے لئے نور، کانوں کے لئے سریلی آوازیں، اور قوت ذائقہ کے لئے شیریں اور لذیذ غذائیں پیدا کی گئیں تھیں۔ تو ضرور تھا۔ کہ اس اصلی طلب اور طبعی خواہش کے پورا ہونے کا بھی سامان ہو۔ اور طالب و مطلوب کو ملانے کا بھی ذریعہ ہو۔ سو بھولے بھٹکوں اور گم گشتگان طریقت کے لئے ابتدائے آفرینش سے ایک وسیع دروازہ کھولا گیا۔ اور اس لامکان ہستی نے جسے انسان اپنی عقل و فہم سے نہیں پا سکتا تھا۔ اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے مشعل ہدایت قائم کر دی۔ یعنی اپنے شیریں اور جاں بخش کلام سے ان کو اپنے تک پہنچنے کے وسائل بتائے۔ اور خود اپنے ہاتھ سے گرے ہوؤں کو اٹھا لیا۔

وہ کلام الٰہی جو خالق و مخلوق، عابد و معبود اور مالک و مملوک میں ایسا رشتۂ وحدت قائم کرتا ہے۔ کہ جو کبھی توڑا نہ جا سکے۔ وہ ایشوری گیان یا الہامی کتاب کہلاتا ہے۔ وہی قانون ہے۔ جس کی پابندی نجات ابدی کا وارث بناتی ہے۔ اور تمام مصیبتوں، دکھوں اور کلفتوں سے مخلصی کا واحد ذریعہ ہے۔ اور وہی پاک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شریعت انسانی تمدن کے قیام کا وسیلہ بنا سکتی ہے۔ کیونکہ وہ انسانی فطرت کے پیدا کرنے والے کی طرف سے ہے۔ گویا انسان کی انسانیت کی صحیح تکمیل جو "محبت الٰہی" اور "شفقت علیٰ خلق اللہ" کے کمال کا نام ہے۔ خدا کے کلام سے ہی ہو سکتی ہے جسے ایشوری گیان یا الہامی کتاب کہا جاتا ہے ؀

تجربہ شاہد ہے۔ کہ انسانی عقل مادیات سے اوپر جا کر عاجز رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات لطیف ترین ہستی ہے۔ اس حد تک پہنچنے کے لئے محض عقل ہرگز کافی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ عقل انسانی وجود باری تعالیٰ کو محض حد امکان تک ہی ثابت کر سکتی ہے۔ مرتبہ حق الیقین (یعنی خدا ہے) کو الہام ہی پایہ ثبوت تک پہنچاتا ہے۔ اور یہ گیان (الہام) اللہ تعالیٰ کے سچے پرستاروں کی جان ہوا کرتا ہے۔ ان کے لئے اس سے زیادہ کوئی مایوس کن خبر نہیں ہو سکتی۔ کہ تمہارا محبوب، تمہارا مطلوب اور خالق تم سے ہمکلام نہ ہوگا۔ پس الہام اگر ایک طرف خدا نما ہے۔ تو دوسری طرف وہ بندوں کی انتہائی تڑپ کا صحیح علاج ہے۔ لہٰذا اس کی ضرورت عیاں ہے ؀

ابتداء آفرینش میں نسل انسانی ارتقاء کے ابتدائی مدارج طے کر رہی تھی۔ مگر تاہم اس کو خدائی رہنمائی یا الہام سے محروم تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ہم اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فیضان ہمیشہ سے ہے اور بصورت اکمل اور محفوظ کتاب ہمیشہ تک رہیگا۔ گو تمدنی علیحدگی اور ایک قوم کے دوسرے سے بالکل الگ تھلگ ہونے کے باعث ابتداءً عالمگیر الہام نہیں دیا جا سکا۔ لیکن قومی ضروریات روحانی و تمدنی کو پورا کرنے کے لئے الگ الگ الہام دیا جاتا رہا۔ اور مختلف الاقوام و ازمان صحیفے نازل ہوتے رہے۔ ہندو سبھا اور ویدوں کے قائل کہتے ہیں۔ کہ یہ کتابیں آغاز عالم میں اتاری گئیں۔ اور انسانوں نے پہلا سبق ان سے سیکھا۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ الہامی کتابوں کا سلسلہ تربیت انسان کے لئے ان کے دوش بدوش رہا ہے۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ یہی کتابیں ابتداءً نازل کی گئی ہوں۔ مگر ہم اس بات کو ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔ کہ خدا کا "کامل کلام" اور "عالمگیر الہام" صرف ان پر ہی ختم ہو گیا۔ بالخصوص جبکہ وہ کامل فتن و جود کے زمانہ میں اور اقالیم عالم کی ممالک واحدہ کی حیثیت اختیار کرنے کے وقت میں بھی نازل نہیں ہوئیں۔ اور پھر انسان بھی ابھی اپنی استعداد اور قابلیت میں بلوغت کو نہیں پہنچا تھا۔ خدا تعالیٰ کا سلسلہ کلام اس حکیم اور فلاسفر باپ کے کلام سے مشابہت رکھتا ہے۔ جو موقعہ و محل کے مناسب بیٹے کو ہدایت دیتا ہے یا اس لائق معلم کے طریقہ تعلیم سے مناسبت رکھتا ہے۔ جو تدریجاً اور [illegible] شاگرد کو معراج ترقی تک لے جاتا ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کی تعلیم میں نقص ہے۔ کیونکہ اس نے پہلے ہی دن ایم اے کا کورس کیوں شروع نہیں کرا دیا۔ اسی طرح ہم پہلی الہامی کتابوں کے بعد اور ایشوری گیان تسلیم کرتے ہوئے یہ نہیں مانتے کہ وہ ناقص اور نکمی تھیں۔ بے شک وہ اپنے وقت اور اپنے دائرہ کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کامل اور خدا نما تھیں۔ لیکن جب تغیرات زمانہ سے ان کتابوں میں لفظاً یا معنیً تحریف کی گئی۔ یا انسانی ارتقاء سے ضروریات بڑھتی گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اور مقدس صحیفے نازل فرمائے۔ اور پھر آخر کار کامل [illegible] کے زمانہ میں جبکہ آریہ ورت بھی بقول سوامی دیانند جی مہاراج ویدوں کو چار ہزار برس سے خیرباد کہہ چکا تھا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو کامل اور اکمل الہامی کتاب کے رنگ میں نازل فرمایا۔ کیونکہ اب تمام دنیا تعلقات مابین الاقوام کے لحاظ سے بھی عالمگیر اتحاد کیلئے قدم اٹھا چکی تھی۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ قرآن مجید دنیا کے لئے کامل اور آخری شریعت ہے۔ اس کے بعد کوئی الٰہی قانون بنی آدم کو نہ دیا جائیگا۔ ہاں خدا کا روح پرور اور اطمینان بخش کلام ابدالآباد تک جاری رہیگا۔ وہ کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ مگر ہمارے ایمان کا یہ مطلب نہیں۔ کہ قرآن پاک سے پہلے کے تمام ایشوری گیان جھوٹے اور انسانوں کا افترا ہیں۔ اور ان کے لانیوالے سراسر نفس پرست تھے نہیں اور ہرگز نہیں۔ ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ قرآن مجید سے پیشتر بہت سی الہامی کتابیں دنیا کی بھلائی کے لئے بھیجی گئیں۔ تورات۔ زبور۔ انجیل اور وید وغیرہ سب خدا کے کلام تھے۔ پر جو شانِ کمالیت اور جامعیت قرآن مجید کو حاصل ہے وہ کچھ اور ہی رنگ رکھتی ہے۔ پس ہم دیگر کتابوں کی توہین نہیں کرتے بلکہ ان کو بنظر استحسان دیکھتے ہوئے باواز کہتے ہیں کہ آج تمام صداقتوں کی جامع اور سب عمدہ تعلیمات کی سرچشمہ مستقل کتاب جس کو قرآن مجید کہا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال ہو۔ کہ پہلی کتابوں کو تسلیم کرتے ہوئے صرف فرقان حمید کو ہی "عالمگیر" اور ہمیشہ کے لئے "کمل تعلیم" سمجھنے سے لازم آتا ہے۔ کہ پھر خدا کو آئندہ کا علم نہ تھا۔ تب ہی وہ جیسی جیسی ضرورت پیش آتی گئی ویسا ویسا قانون نازل کرتا رہا۔ تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس اعتقاد سے خدا تعالیٰ کے علم پر کوئی حرف نہیں آتا۔ بلکہ اس سے اس کی حکمت عیاں ہوتی ہے۔ جیسا کہ استاد کی مثال میں اوپر گذر چکا ہے۔ خدا کا علم ازلی ہے۔ لیکن بندوں کے حالات متغیر ہوتے رہتے ہیں۔ پس نئے قانون بھیجنے سے خدا کے علم پر دھبہ نہیں لگتا ہے۔ جیسا کہ قدرتی تغیرات مثلاً گرمی کے بعد سردی اور برسات یا رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لانے سے اس کے علم پر اعتراض نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس تبدیلی کو عین حکمت پر محمول کیا جاتا ہے۔ بعینہٖ کتب الہامیہ کی تدریجی ترقی بھی اس کی حکمت کا نشان ہے۔ نہ کہ اس کے عدم علم کی علامت۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ اب "خالص ایشوری گیان" اور "کامل ایشوری گیان" صرف قرآن مجید ہے۔ مگر فقط دعویٰ بے حقیقت چیز ہے۔ جب تک کہ اس دعویٰ پر دلائل اور براہین نہ ہوں۔ اس لئے ذیل میں چند عقلی معیار پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ہر شخص کو صحیح طور پر موازنہ کرنے کا موقعہ مل سکے۔

پہلا معیار | قانون قدرت اور جملہ کائنات گواہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فعل بے نظیر ہے۔ انسان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن اگر وہ اس مرحلہ سے گذر جائیں تو پھر دوسرے درجہ میں ایک عرصہ معینہ کے لئے نیا عہد کرنا پڑتا ہے۔ اور انہیں شرائط پر وہ ایک خاص مدت کے لئے داخل ہوتے ہیں یہ مدت عموماً اس مقصد کیلئے زندگی وقف کرنیوالے پر موقوف ہوتی ہے اور تین سے دس سال تک ہوتی ہے اس عرصہ کے اندر بھی اسے اختیار ہوتا ہے کہ اگر وہ واپس دنیوی زندگی میں جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔ جب یہ مقررہ وقت گذر جاتا ہے تو پھر اسے ایک دائمی عہد کرنا ہوتا ہے اس عہد کے بعد اسکی اپنی مرضی فنا ہو جاتی ہے اور پھر وہ واپس اپنی زندگی میں نہیں جا سکتا۔ اگر اس سے کسی کمزوری کا صدور بھی ہو جائے تو اسے وہ تقاضائے بشریت کہ کر درگذر کرینگے یا اپنے ضابطہ کے موافق سزا دینگے مگر اس زندگی سے اسے واپس نہیں کرینگے۔

ان لوگوں کو شادی کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے بعض مجاہدات انکے لئے رکھے گئے ہیں۔ روپیہ انکو قطعاً نہیں دیا جاتا۔ ہاں جو ضروریات ہوں وہ پوری کی جاتی ہیں کھانے اور کپڑے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور افسروں کی اطاعت پہلا فرض ہوتا ہے میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم اب انگلستان میں آئے ہو تو تمھارے اخراجات کے لئے کیا ملتا ہے اس نے کہا کہ سات شلنگ روزانہ میرے حساب میں دیئے جاتے ہیں مجھے نقد کچھ نہیں ملتا۔ اگر میں ضرورت پیش کروں اور ضرورت واقعی سمجھی جائے تو اسکے لئے روپیہ مل جاتا ہے یا وہ چیز مہیا کی جاتی ہے۔ سات شلنگ روزانہ کے حساب سے گویا دس پونڈ ماہانہ اسکے اخراجات میں دیا جاتا ہے۔ سپین میں اس نے کہا کہ یہ رقم قریباً چار شلنگ ہو جاتی ہے۔ یہاں کے اخراجات کے لحاظ سے دس پونڈ بظاہر بہت کم ہے لیکن چونکہ یہ لوگ ایک جگہ رہتے ہیں اسلئے اخراجات نسبتاً کم ہوتے ہیں ان میں مختلف مقامات کے لئے لوگ زندگیاں وقف کرتے ہیں مثلاً جو ہندوستان کے لئے کرینگے وہ وہاں ہی بھیجے جائینگے انکو چین نہیں بھیجا جائیگا۔ یہ تقسیم محنت کے اصول پر ہے اور مفید طریق ہے اس طرح پر گویا ماہر فن پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں واعظین اور مبلغین کے لئے جو سکیم ہے اگر میں غلطی نہیں کرتا تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اولاً زندگی وقف کرنیوالوں کے لئے کچھ میعاد رکھی تھی۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ اب کس طریق پر عمل ہوتا ہے۔ بہرحال انتظامی حیثیت سے یہ طریق قابل قدر ہے لیکن ہمارے ہاں اس سے بہتر ہے مجھے اس انتظام میں ایک بات بظاہر ابھی معلوم ہوتی ہے گو ہم اسپر غالباً ابھی عمل نہیں کر سکتے کہ مختلف ممالک کے لئے مبلغین مخصوص ہوں ہمارے پاس نہ تو مالی ذرائع اسقدر وسیع ہیں اور نہ اتنے آدمی۔ اسلئے ہم کو ہر فن مولیٰ مبلغین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور خدا کی بنائی ہوئی اشیاء میں امتیاز یہی ہے۔ کہ خدا کے پیدا کردہ چیز کی مانند کوئی بنا نہیں سکتا۔ جب اس کا فعل بے نظیر ہے۔ تو یقیناً ماننا پڑے گا۔ کہ اس کا قول بھی بے نظیر ہی ہوگا۔ کوئی انسان اس کی مثال پر قادر نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی انسان بھی اس کے کلام کی مانند بنا سکے۔ تو اس کلام کا منجانب اللہ ہونا باطل ہو جائیگا۔ پس الہامی کتاب کا بے نظیر بے مثال اور بے مانند ہونا از بس ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کے متعلق فرمایا ہے

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم
من دون اللہ ان کنتم صادقین (بقرہ ع۳)۔

کہ اگر تم کو اس کے منجانب اللہ ہونے میں شک بھی ہے۔ تو تم تمام بمع جملہ مددگاروں کے اس کلام کی مثل ایک سورہ ہی لے آؤ تا تمہارا اشتباہ صحیح ثابت ہوسکے۔ پر یاد رکھو کہ تم ہرگز اس کی مثال ایک سورہ بھی نہیں بنا سکتے۔ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے:۔

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ و
لو کان بعضھم لبعض ظھیرا (بنی اسرائیل ع۱۰)

کہ اگر تمام چھوٹے اور بڑے مل کر بھی اس کی مثال لانا چاہیں۔ تو ہرگز نہیں لاسکتے۔

اس تحدی اور چیلنج پر صدیاں گذر گئیں۔ مگر منکرین قرآن مجید نے آج تک کوئی اس کا ثانی پیش نہ کیا بعض نادان مولوی فیضی کی تفسیر قرآن کو قرآن مجید کی مثل کہا کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ تو قرآن پاک کی تفسیر اور اس کی خادم ہے۔ نہ کہ اس کے بالمقابل یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت معانی کی لطافت دلربائی، علوم و حقائق کی بھرمار، اصول روحانی، تمدنی اور سیاسی کی جامعیت، نشانات و معجزات کی مؤثر چمکار اور عاشقانہ جاذبیت کا مقابلہ طاقت بشری سے بالاتر ہے۔ پھر اس کی مثال ہو تو کیسے؟ پس قرآن پاک ہر رنگ میں حتی کہ انقلاب روحانی کے پیدا کرنے میں بھی بے نظیر و بے مثال کتاب ہے۔ لہذا یہ خالص ایشوری گیان ہے۔

دوسرا معیار

ہمارا مشاہدہ ہے۔ کہ عالمگیر اشیاء کے بارہ میں قانون قدرت میں سیاہ و سفید، مشرقی و مغربی، امیر و غریب، حاکم و محکوم اور ادنیٰ و اعلیٰ کی تفریق کو دور کر کے سب کو مساوی قرار دیا گیا ہے۔ ایشور کا عالمگیر سورج کسی قوم یا ملک سے مختص نہیں۔ اس کی عالمگیر ہوا کسی خاندان یا نسل میں محدود نہیں، بلکہ بلا امتیاز سب ان سے برابر مستفیض ہو رہے ہیں۔ اس نیچرل اصل کے ماتحت ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ ایشور کا روحانی فیضان بھی قوم اور ملک کی قیود سے آزاد ہے۔ اور وہ سب قوموں اور ملکوں پر یکساں ہوتا رہا۔ اب اگر کوئی پستک ایشوری گیان کہلاتی ہے۔ مگر اس کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلیم یہ ہے۔ کہ ایشور کا روحانی فیض ہمیشہ فلاں ملک یا فلاں قوم پر ہی ہوتا رہا ہے۔ اور ان پر ہی ہو سکتا ہے تو ماننا پڑے گا۔ کہ یہ تعلیم چونکہ نیچرل اصولوں کے خلاف ہے۔ اس لئے "رب العالمین" کی طرف سے نہیں ہے۔ قرآن پاک کی اس بارہ میں مخصوص تعلیم یہی ہے:۔

وان من امة الا خلا فیہا نذیر۔ ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔ انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔

کہ ہر قوم اور ہر ملک میں خدا کے پیغامبر آئے۔ اور خدا کا یہ نور سب ممالک میں جلوہ گر ہوا۔ کوئی خطۂ زمین اس فیضان سے محروم نہیں رہا۔ یعنی پہلے انفرادی طور پر ہر قوم بعثت انبیاء کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئی۔ اور اب اس فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں بھی سب عرب و عجم شریک ہیں۔ یہ رسول کسی خاص ملک یا قوم کا نہیں۔ بلکہ للعالمین نذیرا" تمام دنیا کے لئے نذیر ہے۔ اور یہی حضور علیہ السلام کا دستور العمل تھا چنانچہ ایک غیر مسلم مورخ سٹر شردھے پرکاش دیوجی بھی تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح نہایت اولوالعزم پیغمبر تھے۔ لیکن ان کی رسالت اور آنحضرت کی رسالت میں یہ بڑا فرق تھا کہ وہ نبی صرف اپنے بھائیوں یعنی بنی اسرائیل کی ہدایت کو اپنا فرض سمجھتے تھے حضرت موسیٰ کی نبوت اور ان کی کل زندگی بنی اسرائیل اور ان کے ہی معاملات میں صرف ہوئی حضرت مسیح بھی ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی بھٹکی بھیڑوں کو راستہ دکھانے آیا ہوں چنانچہ مسیح انہیں کی ہدایت میں لگے رہے۔ لیکن آنحضرت نے کبھی یہ نہیں کہا۔ کہ میں بنی اسماعیل کی ہدایت کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل کو ایک آنکھ سے دیکھا۔ بلکہ انہیں اور تمام دنیا کو اپنا بھائی جانا اور سب کو یکساں محبت اور دردمندی سے پیغام الٰہی سنایا۔ بادشاہوں کے شان و شکوہ کا رعب بھی انہیں پیغام الٰہی کے پہنچانے سے مانع نہیں ہوتا تھا"

(سوانحعمری حضرت محمد صاحب ص۹۳)

گویا پہلی تمام امتوں کے رسولوں کو بھی تسلیم کیا ہے۔ خواہ وہ نبی یا رسول چین میں ہوں یا ہند میں۔ یورپ میں ہوں یا امریکہ میں۔ غرض کوئی ریفارمر نہیں مگر اسلام قانون نیچر کے مطابق تسلیم کرتا ہے۔ کہ وہ روحانیت کا چمکتا ہوا ستارہ تھا۔ اب بھلا قرآن پاک کے ایشوری گیان ہونے میں کیا شبہ ہے؟ ہاں غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ آج جو مختلف المذاہب لوگ برسر پیکار ہیں۔ ان میں صلح و امن کا بجز اس تعلیم فرقانی کے کونسا ذریعہ ہے؟ کیا یہ ظلم عظیم نہیں کہ وہ مقدس رسول جس نے دنیا کے تمام پاکبازوں کی عزتوں کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ مذہب کی آڑ میں اس کو نہایت ہی جگر پاش کلمات سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہم تو اس اکمل انسان کی تعلیم کے ماتحت اعلان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتے ہیں۔ کہ ویدوں کے رشی پاکباز انسان تھے۔ رامچندر اور کرشن خدا کے برگزیدہ بندے تھے۔ پھر کیا افسوس کا مقام نہیں کہ ایسی صلح کل تعلیم کے بانی کو گالیاں دی جائیں۔ اخلاق کا تقاضا ہے۔ کہ ایسے محسن انسان کا نام عزت سے لیا جائے۔ یہ ایک مسلمہ صداقت ہے۔ کہ مذہب دشمنی پیدا نہیں کرتا۔ مگر جاہل لوگ دوسرے مذہبوں کے بزرگوں کی توہین کرکے لڑائی کرا دیتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ آریہ سماج کو سوامی شردھانند جی کے قتل پر رنج ہے۔ اور قتل کی حد تک ہمیں بھی ان کے ساتھ پوری ہمدردی ہے اور وہ چاہتی ہے۔ کہ ان کی کوئی یادگار قائم کی جائے۔ سو ہمارے نزدیک ان کی صحیح یادگار یہی ہو سکتی ہے کہ آئندہ کیلئے فیصلہ کر دیا جائے۔ کہ ہر مذہب کے لوگ اپنے مذہب کی محض خوبیاں بیان کیا کریں۔ اور دوسرے مذہبوں کے رشیوں کی توہین کرکے ملک کے خرمن امن کو آگ نہ لگایا کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بات پختہ طور پر طے کر لی جائے۔ تو بہت حد تک بلکہ بالکل مناقشت اور منافرت دور ہو سکتی ہے۔ اور ملک اپنی رفتار ترقی کو بہت تیز کر سکتا ہے۔

تیسرا معیار

عالمگیر اشیاء کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک اور قانون بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ ان کی حفاظت اور ان پر تصرف اس نے صرف اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا ہوا ہے۔ سورج، چاند اور ہوا کی کون حفاظت کرتا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضۂ تصرف میں ہی یہ چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔ اسی طرح عالمگیر الہامی کتاب کیلئے ضروری ہوگا۔ کہ اس کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ خود فرمائے۔ اب یہ فخر صرف قرآن مجید کو ہے۔ کہ اس کے نازل کرنے والے خدا نے اس کی نسبت وعدہ فرمایا ہے:۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون (الحجر ع۱)

کہ ہم نے ہی اس قرآن مجید کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرینگے۔ کسی مذہبی کتاب کی حفاظت کی تین صورتیں ہیں:۔

(اول) اس کے لفظوں کی حرکات و سکنات وغیرہ کی حفاظت کی جائے۔ یعنی وہ بولی کی تول قائم رکھی جاوے۔

(دوم) اس کے معنوں کی حفاظت کی جائے۔ یعنی اس کی صحیح تفسیر اور صحیح مطالب و معارف بیان کرنیوالے خدا کی طرف سے آتے رہیں۔

(سوم) اس کتاب کی زبان محفوظ رکھی جائے۔ یعنی وہ زبان دنیا میں ہمیشہ زندہ رہے۔ تاکہ دو شخصوں میں اختلاف کے وقت صحیح استعمال کا پتہ لگ سکے۔

قرآن کریم کی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کو ہر سہ قسم کی حفاظت حاصل ہے۔ ہزارہا حافظ کے سینے اس سے معمور رہے اور ہیں۔ اور ہمیشہ رہیں گے۔ تاکہ اس کے لفظوں میں کوئی فرق واقع نہ ہو۔ کیونکہ اگر الفاظ ہی بدل جاویں۔ تو مطالب کیونکر قائم رہ سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر معنوی حفاظت کے لحاظ سے بھی قرآن پاک بے نظیر کتاب ہے۔ اس کی صحیح تفسیر قائم کرنے کے لئے ہر صدی میں خدا تعالیٰ سے الہام پاکر مجدد آتے رہے۔ اور آتے رہینگے۔ اس موجودہ زمانہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے جس مقدس انسان کو مسیح و مہدی اور کرشن کر کے بھیجا ہے۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ التحیۃ والسلام اسکی بھی اہم غرض قرآن مجید کے الہامی مطالب کی اشاعت ہے۔ بھلا غور تو کرو۔ کونسی وہ الہامی کتاب ہے۔ جس کی الہامات سے تفسیر کی جاتی ہو؟ وہ صرف قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید کی زبان عربی زبان ہے۔ جب قرآن مجید کا نزول ہؤا۔ تو عربی فقط ملک عرب میں بولی جاتی تھی۔ بعد ازاں اٹھارہ دوسرے ملکوں میں بھی اس کا رواج ہو گیا۔ اور یہ زبان زندہ ہے۔ اور تا قیامت زندہ رہیگی۔ کیونکہ زندہ کتاب اسی زبان میں نازل کی گئی ہے ؏

اس جگہ میں ایک سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بعض لوگ کہدیا کرتے ہیں۔ کہ عربی زبان خاص ملک کی زبان ہے۔ اگر ایشور کسی ملک کی زبان میں الہام نازل کرے۔ تو اس میں پکشپات (طرفداری) پائی جاتی ہے۔ لہذا قرآن مجید الہامی کتاب نہیں ہو سکتی ؏

اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اگر کسی انسانی زبان میں نازل کرنے سے طرفداری لازم آتی ہے۔ تو کیا کسی خاص ملک میں نازل کرنے سے طرفداری لازم نہیں آئیگی۔ مثلاً اگر ایک ایشوری گیان ہندوستان میں نازل ہوتا ہے۔ تو جس طرح عربوں کیلئے عربی میں سہولت تھی۔ ویسے ہی ہندوستان والوں کیلئے اس ایشوری گیان کے جاننے اور اس کا علم حاصل کرنے میں سہولت ہوگی۔ بہت سے ملک ہونگے۔ جن کو سالہا سال کے بعد علم ہوگا۔ تو کیا یہ پکشپات نہیں؟ اگر یہ طرفداری نہیں۔ تو عربی زبان میں نازل کرنا کیونکر طرفداری بن سکتا ہے؟ نیز پھر سوچنے والی بات ہے۔ کہ اگر وہ انسانوں کی زبان میں نازل نہ کرے۔ تو اس کو انسان سمجھ کس طرح سکتے ہیں۔ ایسا کرنے کے تو یہ معنے ہونگے۔ کہ اگر پہلے مثلاً عرب اس کو سمجھکر دنیا کو سکھلا سکتے تھے۔ اب ایشوری بولی میں ہونیکے وقت کوئی بھی اس کو نہ جان سکیگا۔ آخر جب کسی نہ کسی قابل فہم زبان میں نازل کرنا تھا تو عربی زبان میں ہی نازل کر دینے میں کیا حرج ہے۔ بالخصوص جبکہ وہ ام الالسنہ (تمام زبانوں کی ماں) بھی ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہنے والی بھی۔ پس یہ پکشپات نہیں بلکہ عین مصلحت پر مبنی فعل ہے ؏

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ قرآن مجید ہر رنگ میں محفوظ کتاب ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا وعدہ "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" حرف بحرف پورا ہؤا۔ اور اس طرح سے قرآن مجید کے الہامی کتاب، کامل الہامی کتاب ہونے پر مہر تصدیق ثبت ہو گئی ؏

چوتھا معیار علم غیب اللہ تعالےٰ کا ہی خاصہ ہے۔ آئندہ کے حالات جاننے والا صرف وہی ہے۔ اس کی طرف سے آنے والی الہامی کتاب میں اس کے علم غیب کی شہادت ہونی چاہیئے۔ تاکہ لوگ یقین کر سکیں کہ فی الواقع یہ اسی خدا کی کتاب ہے۔ جس کا خاصہ علم غیب ہے ؏

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید نے بیسیوں واقعات، انسانی قیاس کے الٹ ہونے والے واقعات قبل از وقت بتلائے۔ جن کے پورے ہونے سے اس کا الہامی کتاب ہونا اظہر من الشمس ہوگیا۔ قیامت تک پیشگوئیاں قرآن پاک میں موجود ہیں۔ میں اس جگہ ان کی تفصیل نہیں بیان کرتا۔ ایک پیشگوئی جو زمانہ آئندہ سے وابستہ ہے اس جگہ بتلاتا ہوں! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

(ومن آیاتہ خلق السموٰت والارض وما بث فیھما من دابۃ وھو علیٰ جمعھم اذا یشاء قدیر (شوریٰ ع۳)

کہ زمین کے علاوہ آسمانی اجرام میں بھی آبادیاں ہیں۔ اور ایک وقت آتا ہے۔ کہ زمین اور اجرام فلکیہ والوں میں راہ و رسم قائم ہو جائیگی۔ یہ پیشگوئی تیرہ سو سال سے چلی آتی ہے۔ اور اب اس کے پورا ہونے کا وقت قریب آرہا ہے مبارک ہیں وہ جو خدا کے نشانات کو دیکھکر فائدہ حاصل کریں؛

پانچواں معیار جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ ایشوری گیان کا بڑا مقصد انسان کے دل میں خدا کی سچی اور کامل محبت پیدا کرنا ہے۔ جس کی موجودگی میں انسان کے لئے تن۔ من اور دھن کا قربان کر دینا ہیچ محض نظر آئے۔ اور یہ ثابت شدہ صداقت ہے۔ کہ محبت بجز حسن و احسان کے پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ پس لازم آیا۔ کہ ایشوری گیان میں ایشور کا ایسا تصور بیان ہونا چاہیئے۔ جو انسان کے دل کو اپنی طرف جذب کرے۔ اس کا حسن و احسان ایسی عریاں تجلی میں نمودار ہو۔ کہ شاذ و نادر ہی کوئی اس سے متاثر ہوئے بغیر رہ سکے+

قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کی توحید کامل، قدرت مطلقہ اور اس کے عفو و احسان کا جو تصور پیش کیا ہے۔ یہی فخر ہے۔ کہ وہ ایک بے نظیر تصور ہے۔ ہر قسم کے شرک سے اس کو منزہ ثابت کیا ہے اور ہر اچھے کام کے کرنے پر اسے قادر ٹھہرایا ہے۔ اسی لئے فرماتا ہے۔ خلق کل شیئٍ فقدّرہ تقدیرا کہ اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ خواہ وہ روح ہو یا مادہ۔ خدا ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ کوئی چیز خود بخود ہونے میں اس کی شریک نہیں۔ کیونکہ واجب الوجود ایک ہی ہو سکتا ہے۔ گناہوں کی معافی کے بارہ میں فرماتا ہے۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ کہ تمہارا خدا تمہارے سب گناہ معاف کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ تم اس کی طرف دل سے جھک جاؤ۔ وہ کینہ ور نہیں۔ کہ بغیر بدلہ لئے اور سزا دیئے معاف ہی نہ کرتا ہو+

احسان کے بارہ میں فرمایا۔ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ۔ کہ ہم نیکوکاروں کو ان کے اعمال سے زائد بھی بدلہ دینگے۔ اس میں کسی پر ظلم نہیں۔ بلکہ یہ خدا کا رحم اور اس کا انعام ہے؛

قرآن مجید نے خدا کے حسن و احسان کے ذکر کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔ چنانچہ سورہ فاتحہ میں بھی سب سے پہلے الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین میں اس کے کامل حسن اور کامل احسان کو ہی بیان فرمایا ہے۔ پس ایشوری گیان یا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الہامی کتاب کا جو مدعا و مقصد ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید اسکو بطریق احسن پورا کرتا ہے۔ لہذا اس کا الہامی کتاب ہونا ثابت ہوا۔

چھٹا معیار کامل الہامی کتاب کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ ایسی مکمل تعلیم پیش کرے کہ اس پر زیادتی متصور نہ ہو سکے۔ اور وہ کتاب ہمیں کسی آنے والے کی راہ تکنے کے لئے نہ کہے۔ کہ وہ آکر سب کچھ کہیگا۔ اور پھر وہ تعلیم روحانیات کے علاوہ انسان کی تمدنی ضروریات کو بھی پورا کرنے والی ہو اس کے ذریعہ سے انسان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ دوستوں۔ دشمنوں۔ بیوی۔ بچوں۔ حاکموں۔ ماتحتوں وغیرہ سے کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ اور ان کے کیا حقوق ہیں۔ غرض وہ تعلیم ہر پہلو سے مکمل ہو۔

ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کی تعلیم ہر پہلو سے مکمل ہے۔ اور خود قرآن پاک فرماتا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ کہ اب ہر رنگ سے قانون الٰہی مکمل ہو گیا۔ اور ہر شعبہ کے لئے کافی و وافی تعلیم دی گئی ہے۔ پھر فرمایا۔ "ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم" کہ یہ قرآن سب کتابوں سے بہترین تعلیم پیش کرتا ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ پہلی کتابوں میں کوئی اچھی تعلیم نہ تھی۔ ان میں بھی اچھی اچھی تعلیمیں تھیں۔ اسی لئے تو قرآن مجید فرماتا ہے۔ "فیھا کتب قیمۃ" کہ پہلی کتابوں کی بھی صداقتیں میرے اندر موجود ہیں۔ گویا روحانی نقطۂ نگاہ ہو یا تمدنی۔ ہر رنگ میں قرآن پاک کامل تعلیم دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی چیلنج کرتا ہے۔ کہ پہلی کتابوں میں بھی جو خوبیاں تھیں۔ وہ بھی بہتر صورت میں اس قرآن مجید کے اندر موجود ہیں۔ تفصیلی طور پر تو یہ تعلیم اس جگہ بیان نہیں ہو سکتی۔ مختصر یہی سمجھ لیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی کامل اطاعت اور مخلوق الٰہی کے ساتھ کامل شفقت۔ یہ اسلام کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ جس کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

ساتواں معیار ہر چیز کی قدر و قیمت اس کے اثر کے مطابق ہوتی ہے۔ جو چیز اپنی خاصیت سے خالی ہو جاتی ہے۔ اس کو مردہ سمجھا جاتا ہے۔ ایشوری گیان کی خاصیت اور اس کا اثر یہی ہے۔ کہ اس کی اتباع کر کے ہمیشہ لوگ بارگاہ ایزدی تک پہنچتے رہے ہیں۔ اور زندہ ان نعمتوں سے حصہ لیتے رہے ہیں۔ جو گذشتہ رشیوں کو نصیب ہوئیں۔ یہ خاصیت کہ آج بھی اس الہامی کتاب کی پیروی انسان کو خدا رسیدہ بناتی ہے۔ اور انسان اپنے مولا سے ہمکلام ہو جاتا ہے صرف قرآن مجید میں پائی جاتی ہے۔ قرآن مجید کی پیروی کرنے سے انسان خدا کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور ایسے وجود اسلام میں ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ اور آج بھی ہیں۔ گویا قرآن مجید کے زندہ گواہ ہر زمانے میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پائے جاتے ہیں۔ جو سب کچھ پانے کے باوجود اپنے آپ کو قرآن مجید اور آنحضرت صلعم سے فیضیافتہ بتلاتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم ❊ یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است

این آتشم ز آتش مہر محمدؐی است ❊ وین آب من ز آب زلال محمدؐ است

پس ایشوری گیان، زندہ ایشوری گیان صرف اور صرف قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید نے چونکہ خدا تعالےٰ کو محض محبت کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ قرآن مجید کی ساری تعلیموں سے اہم تعلیم یہی ہے کہ خدا کی مانند اور کسی چیز سے مت پیار کرو۔ لوگ کہتے ہیں۔ خدا ہمارا باپ ہے۔ یا ایشور ہماری ماتا ہے۔ مگر اسلام کہتا ہے۔ کہ تمہارا خدا رب ہے۔ جس کے معنے ہیں عدم سے وجود میں لا کر اس کو ترقیات اور کمال تک پہنچانے والا۔ کوئی لمحہ اور کوئی دائرہ تعلق اس کی ربوبیت سے خالی نہیں۔ میں مانتا ہوں کہ ماتا اور پتا کے الفاظ انسانی محبت کے لئے پیمانہ بن سکتے ہیں۔ لیکن ان کا دائرہ اور زمانہ محدود ہے مگر ایشور کی محبت دائرہ اور زمانہ کی قیود سے باہر ہے۔ لہٰذا اس کی محبت کو ماتا اور پتا کے الفاظ سے کیونکر تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ میری محبت کسی انسانی محبت پر قیاس نہیں کی جا سکتی۔ میں تمہیں سب سے زیادہ پیار کرنے والا ہوں۔ کیونکہ میں ہی تمہارا رب ہوں۔ اور جب انسانی محبت جوش زن ہوتی ہے۔ تو بالمقابل الٰہی محبت بھی جوش مارتی ہے۔ کیونکہ لوگری ایسٹس لو) اور اس سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ وہی انسان کا حقیقی مطلوب ہے۔ اور اسی سے اس کی روح کی شانتی ہو سکتی ہے۔ یعنی خدا کی محبت اطمینان قلبی اور الہام الٰہی۔ قرآن مجید نے اس دروازہ کو کھلا ہوا بتلایا ہے۔ اور بشارت دی ہے۔ کہ میری اتباع سے اور میرے احکام کی پیروی سے تم لوگوں کو اس نعمت سے حصہ مل سکتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ کے سچے عاشقوں کی حقیقی تڑپ کا علاج آج محض قرآن پاک کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا میں اپنے تمام ہندو اور عیسائی بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ اگر اس دنیا میں اطمینان۔ شانتی اور نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو قرآن مجید۔ کامل ایشوری گیان کی شرن میں آئیں۔ اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہنما بنائیں۔ کیونکہ وہ رسول ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہر زمانے میں خدا رسیدہ ہوئے اور ہوتے رہیں گے ؎

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس ❊ بیا در ذیل مستان محمدؐ

وقت کے لحاظ سے میں اسی پر اکتفا کرتا ہوا بالآخر آپ لوگوں سے اسی ایشور کے نام پر جس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیان کے متعلق سننے کے لئے آپ لوگ اسجگہ جمع ہوئے ہیں۔ اپیل کرتا ہوں۔ کہ اپنے نفسوں میں ضد و تعصب سے علیحدہ ہوکر غور کرو۔ کہ کیا عقلی دلائل۔ تائیدات سماوی اور آیات بینہ قرآن مجید کے الہامی ہونے پہ زبردست گواہی نہیں دے رہے۔ پھر بھلا اتنا تو سوچو۔ کہ قرآن مجید ایک جاہل اور بالکل وحشی اور درندہ صفات قوم میں نازل ہوا۔ اس نے ان میں کیا انقلاب روحانی پیدا کر دیا۔ جانوروں کو انسان۔ با خدا انسان بلکہ خدا نما انسان بنا دیا۔ وہ جو پانچ وقت شراب کے عادی تھے۔ راتوں کو خدا کے حضور آہ و بکا ان کا شیوہ ہوگیا۔ وہ جو جنگ و جدال کے دیوانے تھے۔ صلح کے شہزادے بن گئے۔ اور یہ سب کچھ قرآن پاک کی تعلیم اور رسول اکرم صلعم کے پاک نمونہ کا اثر تھا۔ یہ تو آفتاب آمد دلیل آفتاب والی بات ہے۔ کیا اب بھی کہا جا سکتا ہے؟ نہیں۔ پس قرآن مجید کا کامل ایشوری گیان ہونا براہین علمیہ و عقلیہ سے ثابت ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰینَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

خاکسار۔ اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل قادیان) مبلغ بیوت دعوۃ و تبلیغ قادیان)

نوٹ:۔ میں جماعت احمدیہ کا نمایندہ ہونے کی حیثیت سے کارکنان کانفرنس مذاہب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے مختلف مذاہب کے نمایندوں کو اپنے نقطۂ مذہبی کو بیان کرنیکا موقعہ دیا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ

ہمارے مکرم بھائی چودھری ظہور حسین صاحب بی۔ اے آف چوہدریوالہ جماعت شملہ کے قابل قدر کارکن بہ عمر ۳۰ سال فوت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی یادگار ایک مضمون میرے پاس پڑا ہے جس کے لئے غالباً یہی مقدر تھا۔ کہ آپ کی وفات کے بعد شائع ہو مضمون انفاق فی سبیل اللہ پر ہے۔ اور جس پر حکمت طریق پر آیات قرآنی کی تفسیر محترم بھائی نے فرمائی ہے۔ اس سے آپ کا مقام روحانیت ظاہر ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ناظرین رسالہ کی بالیدگی روح کا موجب ہوگا۔ (ایڈیٹر)

لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم فضل اللہ المجاھدین باموالھم وانفسھم علی القاعدین درجۃً وکلاً وعد اللہ الحسنیٰ۔ وفضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجراً عظیماً۔ درجٰتٍ منہ ومغفرۃً ورحمۃً وکان اللہ غفوراً رحیماً۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان آیات شریفہ میں اللہ تبارک وتعالے نے مومنین کو ترقی اور دوسروں پر فضیلت حاصل کرنیکا گر بتایا ہے۔ اور اس کو نہایت واضح اور نیچرل پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ دنیا میں ترقی اور فضیلت کا مسئلہ نہایت اہم اور غور طلب ہے۔ ہر شخص کا دل بیتاب رہتا ہے۔ کہ کسی طرح وہ اپنے ہم جنسوں اور ہم جلیسوں میں باعزت و باوقار ہو۔ بلکہ چاہتا ہے۔ کہ دوسروں پر فضیلت حاصل کرے۔ آؤ ہم اس مسئلہ پر غور کریں۔ کہ یہ طبعی خواہش کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ اور معلوم کریں۔ کہ ترقی و فضیلت کیا ہے۔ اور کیونکر حاصل ہوتی ہے۔ اور کونسی وجوہات کی بناء پر ہم ایک چیز کو دوسری سے بہتر اور ایک وجود کو دوسرے سے افضل کہا کرتے ہیں۔ وہ کونسی خوبیاں ہیں۔ جو کسی ایک وجود میں پائی جائیں۔ تو وہ دوسروں سے افضل اور گراں قدر متصور ہوتا ہے۔

صحیفۂ قدرت پر اگر سرسری نظر ڈالیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ کل عالم دو قسم کی چیزوں کا مجموعہ ہے۔ اول وجود دوم ماحولہ۔ وجود کیا ہے۔ خاص قسم کی قوتوں طاقتوں اور خصوصیتوں کا مجموعہ ہے۔ قوائے کچھ ظاہری ہیں۔ کچھ باطنی۔ جن کو قوائے علمیہ اور قوائے عملیہ کہتے ہیں۔ ان قوائے کی گٹھڑی کا نام وجود یا نفس ہے۔ ہر وجود یا نفس کا ماحول بیرونی اشیاء و قوائے عالم اور دیگر وجود و نفوس ہے۔ ایک وجود میں خواہ ہزارہا قوائے ہوں۔ جب تک ماحولہ کی موجودات سے مناسب تعلق قائم نہ ہو۔ کسی کام کے نہیں۔ ہر ایک وجود کے گرد و پیش نیچر محیط ہے۔ اور وجود میں جس طرح کے قوائے و اعضاء رکھے گئے ہیں۔ ان کو حیز عمل میں لانے کے لئے بیرونی نیچر میں قوتیں موجود ہیں۔ مثلاً انسان میں حسات پائی جاتی ہیں۔ قوۂ باصرہ۔ سامعہ۔ ذائقہ۔ لامسہ۔ شامہ وغیرہا۔ یہ قوتیں کسی کام کی نہیں۔ اگر ان کے استعمال کے سامان ماحولہ میں نہ ہوں۔ بینائی بے سود ہے۔ اگر باہر روشنی موجود نہ ہو۔ شنوائی بیکار ہے۔ اگر ہوا نہ ہو۔ علیٰ ہذا ذائقہ لامسہ شامہ کے لئے مناسب حال بیرونی اشیاء عالم درکار ہیں۔ غرضیکہ انسان کے لئے۔ اور ہر ایک وجود ذی روح و غیر ذی روح کے قوائے علمیہ و عملیہ کے استعمال کے لئے نیچر میں ہر ایک کے بالمقابل سامان ضروری ہے۔ جس سے وہ تعلق کو قائم کرے۔ اور بیرونی عالم کا احساس کرے۔ وجود کے اس تعلق اور احساس کا نام ہی زندگی ہے۔ جو وہ بیرونی عالم کے ساتھ پیدا کرتا ہے۔ اور اسی تعلق اور احساس کے قائم نہ رہنے کا نام اس جہان فانی میں موت ہے۔

ولکم فی القصاص حیوٰۃ میں اس فلاسفی کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ اس دنیا میں حیوٰۃ تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر موقوف ہے۔ قصاص کا مفہوم ایک وجود کا دوسروں سے کامل تعلق قائم رکھنا ہے۔ قصاص کے معنے دوسرے کے برابر قدم بقدم چلنا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ایک وجود کی زندگی کی وسعت اس کے ذاتی قوائے کی کمیت و کیفیت اور ماحول سے تعلق پر موقوف ہے۔ جتنے اور جس قسم کے ذاتی قوائے کسی وجود میں پائے جاتے ہیں۔ اتنا ہی دائرہ اُس کا ماحول کے ساتھ تعلق کا ہے۔ اور اسی دائرہ تعلق کی وسعت زندگی کی وسعت ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں کسی وجود کی زندگی اس کے ذاتی قوائے کا استعمال اور اظہار ہے۔ اور بس۔ چونکہ دنیا میں ہر ایک وجود میں مختلف استعدادیں اور قوتیں پائی جاتی ہیں اس لئے تمام وجودوں کے دائرہ ہائے تعلق اس عالم میں مختلف ہیں۔ یعنے مختلف وجودوں میں مختلف وسعت کی زندگیاں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً درخت کو دیکھئے جو کسی نہر کے کنارے کھڑا ہے۔ اس میں صرف اتنی زندگی ہے۔ جتنا اس کا تعلق اپنے گرد و پیش کی اشیاء کے ساتھ ہے۔ اس کا تعلق زمین سے ہے۔ جو اس کو چھوتی ہے۔ یا پانی سے ہے۔ جس سے نشو و نما کا حصہ حاصل کرتا ہے۔ یا ہوا اور روشنی وغیرہ سے مگر اور ہزاروں لاکھوں چیزیں ایسی ہیں جن کی اس کو خبر نہیں۔ یہ پانی کا شور نہیں سُن سکتا۔ اور اس سے مزا نہیں اُٹھا سکتا۔ نہ کیڑوں مکوڑوں سے تعلق ہے۔ جو اس کے نیچے ہیں۔ اور نیز اس پرندے کے جوڑے کی جن کا گھونسلا اس پر ہے۔ مہر مادری اور شفقت پدری سے یا اُلحس ہے۔

بمقابلہ درخت کے پرندے کا دائرہ تعلقات وسیع تر ہے۔ اور لہذا اس میں زیادہ زندگی ہے۔ یہ ندی اور پانی سے بھی خوب واقف ہے۔ یہ آوازیں اور راگ سُن سکتا ہے۔ اور درخت سے دور کے مقامات کی چیزوں سے بھی ملتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس انسان کا دائرہ تعلقات سب سے زیادہ وسیع ہے۔ اس میں ذاتی خواص قوائے اور طاقتیں بھی زیادہ اور ان کو استعمال کرنے کے بیرونی ذرائع بھی زیادہ۔ لکہ سارا عالم اسی کے لئے ہے۔ دنیا میں یہی ایک مرکزی چیز ہے۔ جس کے گرد سارا عالم مری دجز مری چکر لگاتا ہے۔ یہ دوسروں پر اثر ڈالتا اور دوسروں کا اثر قبول کرتا ہے۔ زمین و آسمان اور ان کے درمیان سب موجودات اس کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اس میں باقی تمام مخلوقات کی نسبت وسیع ترین زندگی ہے۔

الغرض جمادات کو نباتات پر حیوانات کو جمادات اور نباتات پر اور انسان کو ان سب پر بلحاظ وسعت زندگی فوقیت و فضیلت حاصل ہے۔ اس سے بخوبی آشکارا ہوگیا۔ کہ اس عالم میں ایک وجہ فضیلت کی یہ بھی ہے۔ کہ جس وجود میں ذاتی قوائے و اعضاء اور خواص وغیرہ زیادہ ہیں۔ اور اسی نسبت سے اُس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیار کرنے پڑتے ہیں تاہم مجھے علم ہے کہ حضرت کے زیر نظر یہ امر ضرور ہے کہ ماہرین فن اور زبان پیدا ہوں۔ اور اس طرح پر ہر ملک کے لئے ہمارے مبلّغین ہر وقت موجود رہیں۔

اطاعت ایک ناقابل فنا کلید کامیابی کی ہے۔ یہ لوگ اطاعت کا عہد غیر مشروط لیتے ہیں اور اس میں وسعت ہے ہم جو عہد کرتے ہیں اور ہم سے جو عہد لیا جاتا ہے وہ اپنے مفہوم اور مقصد کے لحاظ سے نہایت اہم اور قابل عزّت ہے۔ ہمارا امام عہد لیتا ہے کہ

جو نیک کام آپ بتائینگے ان میں آپکی فرمانبرداری کروں گا

یہ روح اسلام ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لا طاعة فی المعصية کے ارشاد عالی میں نفخ فرمائی ہے بے شک اطاعت لازمی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کی اتباع کامل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء نے اصل روح اسلام کو پیدا کیا ہے اور دراصل اس روح سے اطاعت کا صحیح جذبہ پیدا ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جب انسان کا یہ اعتماد اپنے افسر کے متعلق ہو کہ میں نے نیک کاموں میں اطاعت کرنی ہے تو وہ یقین کریگا کہ افسر کبھی ایسا حکم دیگا ہی نہیں جو نیکی پر مبنی نہ ہو۔ اسلئے اسے حسن ظن اور پھر یقین پیدا ہوگا اور وہ اطاعت کیلئے اپنے تمام اعضاء میں ایک قدرتی تحریک محسوس کریگا۔ غرض عہد اطاعت جس وضاحت اور خوبی سے ہمارے سلسلہ نے پیش کیا ہے وہ بے نظیر اور واجب الاحترام ہے۔

مفلسی کا عہد ہمارے ہاں نہیں بلکہ اس سے نہایت اعلیٰ صورت میں ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو ہر سلسلہ میں داخل ہونیوالے سے یہ عہد لیا کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا اس میں نفس مقصود دین قرار دیدیا اور اسکے لئے دنیا کو حرام نہیں کردیا بلکہ دین کا خادم بنا کر دنیا کو بھی دین ہی بنا دیا۔ یہ عہد تو ہر احمدی کو کرنا پڑتا ہے اور اسکی تجدید خلفاء کے ہاتھ پر ہم کرتے آئے ہیں مگر کارکنوں پر یہ واضح کرکے عملاً ان سے عہد لے لیا گیا ہے کہ وہ اپنی خدمات کا کوئی معاوضہ استحقاق کے طور پر نہ چاہیں گے اسطرح پر ان کو جو کچھ بھی ملیگا وہ انکی خواہش اور آرزو سے جدا چیز ہوگی۔ کُلّیۃً وہ اپنی خواہش نفس پر فنا طاری کرنیکے عادی بنا دیئے جائیں گے اور فطرت انسانی کا خون بھی نہیں ہوگا جیسے کیتھولک طریق میں ہے انکو جو کچھ ملیگا وہ اسے اپنی خواہش کے موافق آپ خرچ کرینگے۔ کیتھولک طریق میں ایک بڑا نقص یہ ہے کہ اس سے جذبات انسانی کی حقیقی روح کچل دی جاتی ہے اور اخلاقی معیار قائم نہیں کیا جاسکتا۔ روپیہ ہاتھ میں آئے اور پھر اسے سلسلہ اور دین کے لئے خرچ کرنا ایک امر موجب عزّت و اکرام ہے اور جب دیا ہی نہ جائے تو اس مفلسی کی بیعت سے کیا حاصل ہو اس طریق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دائرۂ زندگی وسیع ہے۔ اس کو دوسرے وجود پر فضیلت حاصل ہے۔ جس کی زندگی محدود تر اور قلیل تر ہے کیونکہ اوّل الذکر وجود کا سرمایہ زیادہ ہے۔ اور اس لئے اس کی زندگی مضبوط اور وسیع ہے۔ اور یہ مضبوطی اور وسعت محض تعلقِ ماحول کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ دو وجود اگر برابر استعداد کے مالک ہوں۔ مگر ایک کسی وجہ سے تعلقِ ماحول اور اظہارِ زندگی میں دوسرے کی نسبت قاصر رہے۔ تو دوسرے کی زندگی وسیع اور مضبوط سمجھی جائے گی۔ اور اسی کو افضل قرار دیا جائیگا۔ اس فضیلت کا نام ہم فضیلتِ درجہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ قدرت نے انتظام کی خاطر یا خالق قدرت نے کسی حکمت کی خاطر بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض کو جمادات کے درجہ میں رکھا ہے۔ بعض کو نباتات کے درجہ میں۔ بعض حیوانات کے درجہ میں۔ اور بعض کو انسان کے درجہ میں۔ جو ایک دوسرے سے علی الترتیب من حیث الحیوٰۃ اعلےٰ و افضل ہیں۔ اور علاوہ ازیں ان تمام درجات کے ہم جنس وجودوں میں بھی درجات ہیں۔ بعض کو بعض پر من حیث القصاص یا بحیثیت اظہارِ زندگی فضیلت حاصل ہے۔ مختصراً اظہارِ زندگی اور وسعتِ زندگی یا نقطۂ زندگی بحیثیت مضبوطی و پائداری نسبتی طور پر یکے از وجوہاتِ فضیلت ہے۔

دوسری وجہ فضیلت کی ایک اور ہے۔ نیچر میں یہ بھی قانون ہے۔ کہ ایک وجود اگر اپنے ذاتی و قدرتی قوائے علمیہ و عملیہ کا نشو و نما بیرونی نیچر سے کامل تعلق پیدا کر کے کما حقہٗ نہیں کرتا۔ تو جس قوت یا جس کے متعلق وہ غفلت و کسالت کرتا ہے۔ وہی اس سے چھین لی جاتی ہے۔ اور اس طرح اسکو اس حصۂ قوائے میں خسارہ یا نقصان کا متحمل ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً انسان کو قوتِ بینائی ملی ہے۔

اگر یہ بینائی کا تعلق روشنی سے پیدا کر کے اس کو استعمال نہ کرے۔ اس سے یہ بینائی کی قوت چھین لی جائے گی۔ اور اس کو اندھا زندگی بسر کرنی پڑے گی۔ اسی طرح جو وجود کسی قدرتی طاقت کو دانستہ یا نادانستہ معطل کرتا ہے۔ اور اس کا تعلق بیرونی نیچر سے قائم نہیں کرتا۔ یا جو کچھ اس کو دیا گیا ہے اُس کو خرچ نہیں کرتا۔ تو وہ طاقت اس سے واپس لی جاتی ہے۔ کئی قسم کے کیڑے ہیں۔ جو زمین کے اندر ہمیشہ رہتے ہیں۔ اندر ہی اندر زمین کو کُریدتے رہتے ہیں۔ اور پیٹ پالتے ہیں۔ باہر روشنی سے انکو کوئی تعلق نہیں رہتا۔ ان کی آنکھیں اور بینائی قدرت نے سلب کر لی۔ کئی اندھیری غاروں میں جہاں مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔ انہوں نے بھی چونکہ روشنی سے قطع تعلق کیا۔ اور بینائی کی قوت کو بے کار چھوڑ دیا۔ ان کی قوتِ بینائی چھین لی گئی۔ ان کے سر پر خوب اُبھری ہوئی خوبصورت آنکھیں ہیں۔ مگر ان کو چیر کر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ صرف یادگار کے طور پر نشان ہی نشان ہیں۔ ان میں دیکھنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی قوت نہیں۔ اور ان کی بینائی کی نس سوکھی پڑی ہے۔ اسی طرح سانپ کو دیکھو۔ بظاہر اس کی ٹانگیں دکھائی نہیں دیتیں۔ مگر اس کو چیرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کھال کے اندر نہایت چھوٹی چھوٹی اور سوکھی ہوئی نشان کے طور پر ٹانگیں موجود ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سانپ کسی وقت ایسے حالات میں رہا ہے۔ کہ اس کو چلنے پھرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ اُس نے ٹانگوں کو استعمال کرنا چھوڑ دیا۔ ٹانگیں کھو بیٹھا۔ مگر اس کے بعد کہ ٹانگیں سوکھ چکی تھیں۔ اس کو چلنے پھرنے کی ضرورت پیش آئی۔ تو نیچر نے ٹانگیں تو واپس نہیں دیں۔ البتہ اس کی متواتر مشق اور جدوجہد کی وجہ سے اس کی پسلیوں میں اس طاقت کو منتقل کر دیا۔ اسی طرح کئی کیڑے جن کی آنکھیں سلب ہو چکیں۔ جب روشنی میں آئے اور ان کو دوسرے وجودوں کو دیکھنے اور ان سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ تو بجائے آنکھوں کے ان کی چھونے کی قوت تیز کر دی گئی۔ وہ چھونے سے ہی گویا آنکھوں کا کام لینے لگ گئے۔ اس اٹل قانون قدرت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی وجود قدرتی عطایا کو جائز استعمال نہیں کرتا اور انکو خرچ نہیں کرتا۔ تو نقصان اُٹھاتا ہے۔ اور ایسا وجود دوسرے کے مقابلہ میں جو اپنے سامانوں کو متواتر خرچ کرنے والا ہے۔ ذلیل اور رذیل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ کمزور اور منقوص ہے۔ دوسرا تندرست اور مکمل۔ اسطرح مکمل و تندرست کو کمزور اور منقوص پر فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر منقوص وجود دوبارہ اپنی طاقت اور سرمایہ کا استعمال شروع کر دے۔ اور اس کو خرچ کرے۔ تو نعم البدل لے رہتا ہے۔ بالغرض وہ وجود جس کی دوسرے کی نسبت کمزوریوں اور نقصوں کی زیادہ حفاظت ہو جاتی ہے۔ اور وہ نسبتاً مکمل وجود رہتا ہے۔ وہ دوسرے سے افضل ہو جاتا ہے جس میں کئی طرح کے تنزل اور نقصان واقع ہو جاتے ہیں۔ اس فضیلت کا نام ہم فضیلت حفاظت رکھتے ہیں۔

تیسری وجہ فضیلت ایک اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ جب کوئی وجود اپنی خداداد نعمتوں قوائے واعضاء اور رزق کا استعمال کرتا ہے۔ اور ان کو خرچ کرتا ہے۔ تو وہ صرف نقصان سے ہی محفوظ نہیں رہتا۔ بلکہ اس کے رزق اور سامان میں زیادتی بھی ہوتی ہے۔ اور اس کا اثاثہ بڑے پیمانہ پر بڑھایا جاتا ہے۔ انسان جتنا اپنی جسمانی اور دماغی قوتوں کو خرچ کرتا ہے۔ اور ان کا حسن استعمال کرتا ہے۔ اتنی ہی یہ قوتیں مضبوط اور تیز ہوتی ہیں۔ زمیندار جب اپنے پاس رکھے ہوئے اناج زمین میں محنت و کوشش کے ساتھ خرچ کرتا ہے۔ تو ایک دانہ کی بجائے کئی گنا زیادہ اس کو دیئے جاتے ہیں۔ غرضیکہ جو کوئی روحانی اسباب اور رزق کو خرچ کرتا ہے۔ الرحیم ذات کی رحمت عمیم اس کو اجر عظیم کا وارث بناتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس قانون کی رُو سے خداداد نعمتوں کو خرچ کرنے والا وجود نہ خرچ کرنے والے سے بڑھ جاتا ہے اس فضیلت کا نام ہم فضیلتِ زیادت رکھتے ہیں۔

آیاتِ مندرجہ بالا میں انہی ہر سہ فضائل کا ذکر اور مومنین کو ان کے حصول کی ترغیب و تحریص کی گئی ہے۔ مفہوم و مطلب آیات کا یہ ہے۔ کہ مومنین میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ کچھ قاعد اور کچھ مجاہد۔ یہ دونو برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مجاہدین نفس اور اموال سے جہاد کرنے والے ہیں۔ اس لئے مجاہدین کے ساتھ بڑے اچھے وعدے اللہ تبارک و تعالےٰ کے ہیں۔ اُن کے پراسپکٹس اچھے ہیں۔ وہ اجر عظیم کے وارث ہو جاتے ہیں۔ یہ اجر عظیم درجات مغفرت اور رحمت کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور ان مجاہدین کو انہی تین قسم کی فضیلت قاعدین پر حاصل ہو جاتی ہے جیسے فضیلتِ[۱] درجات۔ فضیلتِ[۲] مغفرت۔ اور فضیلتِ[۳] رحمت۔ یہ اجر عظیم غفور رحیم کی طرف سے ملتا ہے۔ ان آیات میں چند الفاظ تشریح طلب ہیں۔ پھر مطلب واضح ہو جاتا ہے۔

(۱) قاعد۔ بیٹھ رہنے والا۔ جس میں ادنیٰ زندگی ہو۔ جس کا دائرۂ زندگی نہایت محدود ہو جاتا ہے۔ جس میں زندگی کے اعلےٰ علامات مثل حرکت۔ دوسروں سے میل جول۔ چستی و مضبوطی مفقود ہو جاتے ہیں۔

(۲) مجاہد۔ جہد کے معنے زور یا مضبوطی۔ اقسموا باللہ جھد أیمانھم (وہ اللہ کی قسمیں بڑے زور اور وثوق سے کھاتے ہیں۔) جہاد کے معنے بذل الطاقۃ اور استفراغ الوسع یعنی اپنی ذاتی طاقت و وسعت و خرچ کرنا۔ اپنے جسم و جان مال و دولت کو خرچ کرنا۔ ظاہر ہے۔ کہ قاعد اور مجاہد ایک دوسرے کے متضاد واقع ہوئے ہیں۔ قاعد میں جو کچھ مفقود ہے۔ وہ مجاہد میں جہد کے معنے کے لحاظ سے موجود ہے۔ اور پھر جو کچھ مجاہد کو حاصل ہے۔ وہ اسی لئے حاصل ہے۔ کہ اس میں جہاد کا مادہ ہے۔ قاعد جس سے محروم ہے۔

(۳) اموال سے مراد بیرونی اسباب جو انسان کے اندرونی قویٰ و جسمانی اعضاء اور عقل و دماغ غرضیکہ نفسِ انسان کے علاوہ سامان و اشیاء عالم جس کو مال کہتے ہیں۔ اور جن سے انسان تمسک کرتا ہے۔ اور جس کی طرف میلان کیا جاتا ہے۔

(۴) النفس۔ نفس سے مراد انسان کی ذات یا وجود جو مجموعہ ہے۔ قوائے علمیہ و عملیہ کا۔

(۵) سبیل اللہ۔ اللہ تعالےٰ کا راستہ۔ اس کا تعالیٰ پتہ اور جگہ۔ اس کی مرضی و خوشنودی۔ جائز بلکہ ضروری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۶) درجہ۔ چھوٹے اور بڑے یا ادنےٰ و اعلےٰ میں نسبت و تفاوت۔ وجہ فضیلت۔

(۷) مغفرت۔ غفر کے معنے ڈھانکنا یا پوشیدہ کرنا۔ الغفر البأس ما یصونہ عن الدنس (کسی چیز سے ڈھانک دینا جو میل کچیل سے بچائے) عربی میں کہتے ہیں۔ اصبغ ثوبك فانہ اغفر للوسخ (کپڑے کو رنگ دو۔ کیونکہ یہ میل وغیرہ سے محفوظ کرتا ہے) مغفرت میں لہذا تین مفہوم ہیں۔ پوشیدہ کرنا۔ حفاظت۔ بلندی و ترقی یا فضیلت۔ کیونکہ جو چیز ڈھانک دی جائے۔ اس کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ اور جو چیز محفوظ ہو جائے۔ وہ اپنی ترقی کی غایت کو پا لیتی ہے۔

(۸) رحمۃ۔ رحیمیت۔ الرحمان ابتدائی سامان مفت عطا کرنیوالا۔ الرحیم رحمانی اسباب کے جائز استعمال پر بدلہ دینے والا۔ ان میں برکت و زیادت ڈالنے والا۔ لہذا رحمت بمعنے برکت زیادت

(۹) غفوراً رحیماً۔ غفور حفاظت و ربوبیت کرنے والا۔ رحیم برکت و زیادت دینے والا۔

فرمایا قاعد اور مجاہد مساوی نہیں ہو سکتے۔ مجاہد کو اول فضیلت درجہ کے لحاظ سے حاصل ہوتی ہے جیسے جسمانی دنیا میں فضیلتِ درجہ کا قانون ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں ہے۔ مومنین روحانی مرکز سے تعلق قائم کرتے ہیں۔ اور روحانی زندگی پاتے ہیں۔ مگر ان سب کی زندگیاں برابر نہیں۔ ان میں تفاوت ہوتا ہے۔ بعضوں کی زندگی قاعدانہ ہے۔ بعضوں کی مجاہدانہ۔ بعض ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہتے ہیں۔ اور بعض اپنے تن من اور دھن سے تعلق مرکز یعنی روحانی زندگی کو مضبوط پائدار اور وسیع بناتے ہیں۔ مجاہد اپنے اندرونی و بیرونی تمام قواے اور اموال کو فی سبیل اللہ استعمال کرتا ہے۔ اور ہر ضروری جگہ پر خرچ کرتا ہے۔ اس کے جہاد کی وجہ سے اس کی زندگی میں جو پائداری اور وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اور جیسے درخت پرندہ اور انسان کی زندگیوں میں فرق ہے۔ اسی طرح قاعدین اور مجاہدین کی زندگیوں میں فرق پڑ جاتا ہے۔ قاعد کی زندگی ادنےٰ اور مجاہد کی اعلےٰ۔ لہذا موخر الذکر کو اول الذکر پہ فضیلتِ درجہ حاصل ہوتی ہے۔ ان کی زندگیوں میں زمین و آسمان کا فرق پڑ جاتا ہے۔

دوسری وجہ فضیلت کی جس کا نام ہم نے فضیلتِ حفاظت رکھا ہے۔ اس کو قرآن حکیم نے مغفرت سے موسوم کیا ہے۔ مغفرت کا لفظ حفاظت کے معنوں میں متعدد جگہ ہے۔ جیسے اُحد کی جنگ میں بھاگ گئے والوں کے متعلق حکم دیا۔ فاعف عنہم واستغفر لہم وشاورہم فی الامر (ان کے قصور معاف کر۔ ان کے لئے حفاظت طلب کر کہ ایسی کمزوری پھر ظاہر نہ ہو۔ اور ان سے امور ضروری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیں استثنا رکھا ہے۔ یہ فضیلت بھی مجاہد مومنین کو قاعدین پر حاصل ہوتی ہے۔ بوجہ ان کے اموال و انفس خرچ کرنے کے کوئی نقصان ان کی جانوں اور مالوں میں واقع نہیں ہوتا۔ اور بوجہ ان کے اموال و انفس کی حفاظت کے وہ قاعدین پر فوقیت لیجاتے ہیں۔

تیسری وجہ فضیلت کی مطابق قانون قدرت برکت و رحمت ہے۔ یہ بھی مجاہدین کا حصہ ہے۔ کیونکہ وہ بذل الطاقت اور استفراغ الوسع یعنی اپنی اندرونی و بیرونی قوت و وسعت کو خرچ کرنے والے ہیں۔ اور من جدّ وجدَ کے ماتحت وہ ہر ایک خیر و برکت کو پاتے ہیں۔ ان کے اموال و انفس کو نہ صرف محفوظ کیا جاتا ہے۔ بلکہ بکثرت بڑھایا جاتا ہے۔ حضرت امام حسینؓ شہید ہوئے۔ انکی اولاد اس قدر دنیا میں بڑھی کہ خاندانِ سادات کے افراد بے شمار و قطار ہو گئے۔ اور ساری اسلامی دنیا میں پھیل گئے۔

الغرض قاعد اور مجاہد برابر نہیں ہو سکتے۔ قاعد چونکہ اپنی پونجی کو خرچ نہیں کرتا۔ اس لئے اسمیں روحانی زندگی کے آثار پیدا نہیں ہوتے۔ ایمان باللہ میں مضبوطی نہیں ہوتی۔ اور اپنے سرمایہ کو ضایع کر بیٹھتا ہے۔ مگر مجاہد فی سبیل اللہ اپنے اموال و انفس کو خرچ کرتا ہے۔ اور ہر جائز و ضروری موقع پر خرچ کرتا ہے۔ اس کی روحانی زندگی مضبوط اور وسیع کی جاتی ہے۔ تعلق باللہ میں شدت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ مغفرت و رحمت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ یعنے اس کی کمزوریوں اور گناہوں کی پردہ پوشی ہوتی ہے۔ اس کے سرمایہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور اس کے درجات کو بڑھایا جاتا ہے۔ اور اس کے اموال و انفس میں برکت ڈالی جاتی ہے۔

پس یہ ایک ایسا گُر ہے۔ جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے۔ جس پر عمل کر کے ہم اپنے اموال و انفس کو بڑھا سکتے ہیں۔ اور ہر قسم کی ترقی و فضیلت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اس گُر کی تجربہ بھی تصدیق کرتا ہے۔ جو اس اصول کو چھوڑتا ہے۔ وہ اپنی پہلی حالت کو بھی قائم نہیں رکھ سکتا۔ اس سے سب کچھ چھین لیا جاتا ہے۔ اس حقیقت کو کلام پاک میں بہت جگہ اور نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اور مومنین کو ترغیب دلائی ہے۔ کہ اگر تم کفار کے مقابلہ میں بلحاظ اپنی تعداد اور بلحاظ اپنے اموال کے بڑھنا چاہتے ہو تو اللہ کے راستہ میں اپنی پونجی کو خرچ کرتے جاؤ۔ واللّٰہ الغنی وانتم الفقراء میں یہی دلیل پیش کی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کفار اور نا سمجھ لوگوں نے کہا۔ کہ خدا بار بار کہتا ہے۔ کہ میرے رستے خرچ کرو اور مجھ کو دو۔ کیا خدا فقیر و محتاج ہے۔ کہ ہم سے مانگتا ہے۔ اس کے متعلق خدا تعالے نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ بلکہ میں اس لئے کہتا ہوں۔ کہ مجھے دو اور میرے راستے میں خرچ کرو۔ کہ میں غنی ہوں۔ اور تم فقیر و محتاج ہو۔ تم ہمیشہ مالوں اور جانوں کے محتاج ہو۔ تمہیں یہ احتیاج البتہ لگی ہوئی ہے۔ کیونکہ اموال تمہاری استقامت اور تقویت کا ذریعہ ہیں۔ زندگی کا سہارا ہیں۔ پھر ان کی حفاظت کی بھی احتیاج ہے۔ پھر یہ بھی خلش تم کو ہمیشہ لگی رہتی ہے۔ کہ ان میں زیادتی ہو۔ دریں صورت تمہارے فقر اور احتیاج پر رحم کرکے تم سے کہا جاتا ہے۔ کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرو۔ کیونکہ انفاق فی سبیل اللہ سے یہ تمام احتیاجیں دور ہو سکتی ہیں اللہ تعالےٰ غنی ہے۔ وہی تم کو دینے والا ہے۔ اُس نے یہ قانون جاری کیا ہے۔ کہ جو کوئی اپنے سرمایہ کو خرچ کرتا ہے۔ حفاظت و مغفرت رحمت و برکت اس کے شامل حال ہو جاتی ہے۔

اموال کے خرچ کرنے کی مثال قرآن کریم میں یوں بیان فرمائی ہے۔ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ۔ دانے کی مثال ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ضائع ہو گیا۔ مگر اس کو پھل لگتا ہے۔ وہ بڑھتا ہے۔ اور کئی گنا زیادہ ہو کر واپس ملتا ہے۔ اسی طرح خدا کی راہ میں جان دینے والوں کی نسبت فرمایا۔ لاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء وہ مرے نہیں۔ بلکہ زندہ ہیں۔ دنیا میں بھی ان کی زندگی باقی رہجاتی ہے۔ اور آخرت میں بھی مدامی حیات ملتی ہے۔ پھر فرمایا۔ والذین ھاجروا فی سبیل اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۔ جنہوں نے کفار کے ظلم سے تنگ آکر اپنے دیار و املاک کو چھوڑ دیا۔ ان کو اسی دنیا میں اچھا بدلہ ملیگا۔ اور آخرت کا اجر تو کہیں بڑھکر ہے۔ کاش کہ اس پر غور کریں اور اصل کو سمجھیں۔ لا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربیٰ والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ و لیعفوا و لیصفحوا۔ الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے صاحب فضل اور صاحب وسعت کیا ہے۔ یعنے ہر قسم کا رزق عطا کیا ہے۔ نفسی اور مالی دونوں قسم کی نعمتیں بخشی ہیں۔ انکو چاہیئے۔ کہ خرچ کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ بلکہ خرچ کرنے کی کوئی حد بست نہ کریں۔ قریبیوں مسکینوں اور مہاجروں پر خوب دل کھول کر خرچ کریں۔ اپنی جماعت اور قوم اور بنی نوع انسان پر اپنے اموال کو اور ایک دوسرے کے قصور بخشنے اور درگذر کرنے میں وسعت حوصلہ کو خرچ کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے

کہ اللہ کی مغفرت تمہارے شامل حال ہو۔ اگر ایسی خواہش اور احتیاج ہے۔ تو ضرور خرچ کرو۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف غفور ہے۔ بلکہ رحیم بھی ہے۔ پھر فرمایا لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم شکرگذاری کرو۔ تو اپنی نعمتیں اور بھی زیادہ تم کو دوں۔ شکر کے معنے قدردانی ہے۔ اور کسی چیز کی قدردانی یہی ہے۔ کہ جس مقصد کے لئے وہ چیز بنی ہے۔ اس میں اس کا استعمال کیا جائے۔ احسن استعمال کا نام ہی تشکر ہے۔

غرضیکہ بار بار اور کئی رنگ میں اس بات کی تاکید فرمائی۔ اور اس اصل کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اپنے اموال و انفس کو خرچ کرو۔ تاکہ اس میں برکت و زیادت ہو۔ اپنے فقر کو دور کرنے اور اللہ تعالیٰ کے غنا سے حصہ لینے کا یہی واحد طریقہ ہے۔ کہ اس کی خوشنودی کے لئے خرچ کیا جائے۔ وللہ الحجۃ البالغۃ خدا کسی کے احسان کے نیچے نہیں آتا۔ بلکہ اپنے احسان کی حوت کو ہمیشہ غالب رکھتا ہے۔ کسی کو یہ موقع نہیں دیتا۔ کہ وہ کہہ سکے کہ میں نے خدا کے راستہ میں خرچ کیا۔ یہ قربانی کی میں مفلس و قلاش ہو گیا۔ بلکہ تمام دنیا پر اللہ الوہاب کی حوت احسان غالب رہتی ہے۔

فتفکروا یا ایھا الاحباب

تواریخی شذرات

رسم اشدھی قدیم نہیں بعض حامیان اشدھی۔ جہاں غریب اور نادار مسلمانوں کو زر زمین اور زن کا لالچ دیکر اشدھ کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں پرانی طرز کے ہندوؤں کو اس تحریک کا ہمدرد بنانے کے لئے فرضی اور جھوٹے افسانے تصنیف کر کے سمجھا رہے ہیں۔ کہ یہ رسم جدید نہیں۔ بلکہ اس کا زمانہ قدیم سے ہی رواج چلا آتا ہے۔ حالانکہ آج تک اس امر کو ثابت کرنے کے لئے تواریخ کے نام سے جس قدر بھی سندات پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔ کہ جس کی بنا پر ان کا دعوے ثابت ہو سکے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ مشہور سنگھٹنی لیڈر لالہ لاجپت رائے کو بھی با دل ناخواستہ اقرار کرنا پڑا کہ

"بدھ دھرم پہلا ہندوستانی دھرم ہے۔ جس نے تبلیغ کے لئے ہندوستان سے باہر مشنری یا پرچارک بھیجے۔ ورنہ ہندو دھرم میں تو اصل میں پرچار کا خیال ہی نہیں ہے۔" (سوانح عمری اشوک صفحہ ۱۹۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس وہ لوگ جو پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے چلایا کرتے ہیں کہ اشدھی کا رواج زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ اپنے اس لیڈر کی محولہ بالا عبارت کو غور سے پڑھیں۔ ۱۰۰۔ بعد ازاں دسویں صدی کے مشہور مسلمان مورخ کی مندرجہ ذیل گواہی بھی سن لیں۔ البیرونی اپنی کتاب شہرہ آفاق تصنیف "کتاب الہند" میں اپنے مشاہدات لکھتا ہوا ایک جگہ کہتا ہے۔ کہ:۔

"جو آدمی ان (ہندوؤں) میں سے نہیں ہے۔ چاہے وہ ان کے مذہب کی طرف کتنا ہی کیوں مائل نہ ہو۔ اور اس کی خواہش کتنی ہی زوردار کیوں نہ ہو۔ مگر اجازت نہیں کہ اسے اپنے ساتھ ملا لیں۔" (کتاب الہند کا ہندی ترجمہ جلد اوّل صفحہ ۵)

اس بے لاگ عینی شاہد کی گواہی بھی دو اور دو چار کی طرح ثابت کر رہی ہے۔ کہ اشدھی کی رسم قدیم نہیں بلکہ زمانہ حال کی اختراع ہے۔

قدیم زمانہ میں لونڈی غلام بنانے کا دستور

بعض ہندو اور آریہ جنہیں اپنی قدیم تواریخ اور مذہبی کتب سے چنداں واقفیت نہیں کہدیا کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں غلامی کا رواج مسلمانوں کی آمد پر ہوا۔ ورنہ قدیم زمانہ میں اس کا رواج نہ تھا۔ لیکن حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ کیونکہ غلامی کا رواج نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی آمد سے پہلے ہی یہاں پایا جاتا تھا۔ بلکہ قدیم زمانہ کی تواریخ جس قدر بھی مطالعہ کی جائے اتنا ہی اس دستور کا پتہ ملتا جاتا ہے۔ جیسا کہ پروفیسر رام دیو صاحب نے بھی اپنی جدید تصنیف بھارت ورش کا اتہاس جلد دوم میں جا بجا اقرار کیا ہے۔ نمونۃً چند مقامات ملاحظہ ہوں۔

زمانہ مہابھارت میں غلامی کا دستور

لوگ مذہبی معلم اور برہمنوں کو لونڈی غلام بھی بطور نذر دیا کرتے تھے۔ سبھا پرب میں یدھشٹر کی حشمت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ یدھشٹر:۔

"اٹھائیس ہزار براہمنوں کو ان کی تیس تیس لونڈیوں کے ساتھ پرورش کرتا ہے" صفحہ ۳۶

"سبھا پرب میں مہاراج یدھشٹر کے لئے غیر ممالک سے لائے گئے تحائف کا ذکر اس طور قلمبند ہوا ہے۔ کہ کاریا سک ملک کی جو سینکڑوں لونڈیاں اور غلام تحائف لے کر آئی تھیں۔ وہ دربار میں باریاب نہ ہو سکیں۔" صفحہ ۶۱

"شری کرشن نے پانڈوں کی شادی پر ہیرے جواہرات سے مرصع زیور۔ قیمتی کپڑے۔ مختلف قسم کے شال دوشالے۔ باریک کھالیں اور دوسرے کپڑے۔ کرسیاں۔ رتھ۔ سونے چاندی کے برتن اور نوجوان خوبصورت لونڈیاں اور لاکھوں سکے نذر کئے۔" (صفحہ ۶۴-۶۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"یدھشٹر کے راجسو یگیہ میں بہت سے غیر ملکی راجہ اچھے اچھے جانور بھی بطور نذرانہ لاتے تھے۔ کمبوج کا راجہ بہت ہی اعلیٰ اور نمایاں نسل کے تین سو گھوڑے اور تین سو اونٹ اپنے ساتھ لایا تھا۔ بروُ کچھ سے دس ہزار لونڈیاں نذر کے طور پر ملی تھیں" (صفحہ ۶۹)

زمانہ مہابھارت میں ہی نہیں ویدک کال میں بھی غلامی کا دستور صاف صاف نظر آتا ہے جیسا کہ رگوید کے مندرجہ ذیل منتر سے ظاہر ہے۔ سستنم تے گردبھا نام شنت مورناوتی نام شستم داسام اتی

ترجمہ: (رگوید منڈل ۸ سوکت ۵۶ منتر ۳) یعنی راجہ نے سو گدھے۔ اون دینے والی سو بھیڑیں اور سو غلام دیئے ہیں۔

ہندو نام مسلمانوں نے نہیں رکھا

سوامی دیانند اور ان کے مقلدوں نے ہندؤں کو مسلمانوں سے متنفر کرنے کے لئے جہاں اور بہت سی غلط اور بے بنیاد باتیں مشہور کیں۔ وہاں ایک یہ بھی تھی۔ کہ ہندو کے معنی چور اور ڈاکو کے ہیں۔ اور آریوں کا ہندو نام مسلمانوں نے رکھا ہے۔ حالانکہ یہ نرا اتہام ہے۔ کیونکہ غیر قوموں کے قدیم تواریخ اس کی تردید کرتی ہے۔ جیسا کہ پروفیسر رام دیو صاحب کی تاریخ ہند جلد دوم کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہے۔ لکھا ہے۔ کہ:۔

"بیبلن اور ہندوستان کا تعلق حضرت مسیح سے تین ہزار برس پیشتر سے ثابت ہے۔ شری بیت ہیبیٹ کا خیال ہے۔ کہ ان بیبلن لوگوں کے ذریعہ ہی ہندوستانی بیوپاریوں کے نام "سندھو" سے "ہندو" ہوگیا ہوگا" (صفحہ ۲۹۵)

ہندؤں کی غیر ممالک میں کبھی بھی حکومت نہیں ہوئی

بانی آریہ سماج اور ان کی تقلید میں بعض سماجی بھی کہا کرتے ہیں۔ کہ زمانہ قدیم میں تمام دنیا پر آریوں کا ہی راج تھا۔ حالانکہ اس بڑکی کوئی بھی تواریخی سند نہیں پیش کی جاتی۔ کیونکہ جب تک غیر اقوام کی تواریخ سے اس کا ثبوت نہ ملے۔ اس وقت تک اس گپ کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن چونکہ یہ نرا دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ جس کی حقیقت میں کوئی بھی سند نہیں۔ اس لئے لالہ لاجپت رائے کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ ہندوستانیوں نے غیر ممالک پر حکومت کرنا تو الگ رہا چڑھائی تک نہیں کی۔ ان کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"سب سے پہلے یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے۔ کہ ہندو آریہ لوگوں نے اپنی بہترین پولیٹیکل طاقت کے زمانہ میں ہندوستان کے باہر کی قوم پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کی۔ تاریخی زمانہ میں کئی ہندو بادشاہ ایسے زبردست ہو گذرے ہیں۔ جو اگر تلوار کے زور سے بعض مغربی ممالک کو فتح کرنے کی کوشش کرتے۔ تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضرور نہ تھا۔ کہ ان کو ناکامیابی ہوتی۔ یہ ضرور ہے۔ کہ ہندو طاقت کو ہمتان ہندوکش تک رہی مگر اس سے آگے کبھی کسی نے بڑھنے کی کوشش نہیں کی" (تاریخ ہند صفحہ ۲۱)

ستی کی رسم مسلمانوں سے پہلے ہی مروج تھی

مسلمانوں کو مطعون اور بدنام کرنے کے لئے زمانہ حال کے بعض متعصب آریوں نے یہ بھی کہنا شروع کر دیا۔ کہ ستی کا رواج مسلمانوں کی آمد کے بعد ہوا۔ اور ثبوت میں یہ کہتے ہیں۔ کہ چونکہ مسلمان۔ ہندوؤں کو قتل کر کے ان کی عورتوں کو بھگا لے جاتے تھے۔ اس لئے ہندوؤں نے عورتوں پر فرض کر دیا۔ کہ جب ان کا خاوند مر جائے یا قتل ہو جائے۔ تو وہ بھی آگ میں کود کر جل جائیں۔ حالانکہ یہ نری بکواس ہے۔ کیونکہ زمانہ قدیم کی تواریخ کا مطالعہ بتلاتا ہے۔ کہ آریوں میں قدیم سے اس کا رواج پایا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر بھائی پرمانند کی تاریخ پنجاب کی مندرجہ ذیل سند کافی ہوگی۔ لکھا ہے کہ:۔

"اس (مہابھارت) زمانہ کے شروع میں بھی ستی کا رواج تھا۔ مادری اپنے پتی پانڈو کے ساتھ چتا پر چڑھی۔ یونانیوں نے بھی یہ لکھا ہے۔ کہ کتھا ییے میں عورتیں اپنے خاوند کے ساتھ اپنے آپ کو جلا دیتی تھیں" (صفحہ ۱۱۷)۔

قدیم آریوں میں تعدد ازدواج کا دستور

عیسائیوں کی دیکھا دیکھی آریہ معترض بھی مسئلہ تعدد ازدواج پر منہ سے جھاگ بہاتے ہوئے لایعنی اعتراض کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے قدیم آباء و اجداد کا اس دستور پر عامل ہونا قدیم تواریخ سے ثابت ہے۔ جس کے لئے دیکھئے راؤ بہادر پنڈت چنتامنی دنائک وئید ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی کا مندرجہ ذیل بیان۔ وہ اپنی کتاب "مہابھارت میمانسا" میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"یہ بات ہمیں ماننی پڑیگی کہ ویدک زمانہ سے لیکر مہابھارت کے وقت تک مردوں کو کئی کئی عورتیں رکھنے کا اختیار تھا۔ اور وہ ایسا کرتے بھی تھے۔ وید میں صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ جس طرح ایک یوپ (   ) سے کئی رسیائیں (   ) باندھی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح ایک مرد کئی عورتوں سے بیاہ کر سکتا ہے" (صفحہ ۲۳۹)

قدیم آریوں میں تعدد شوہران کا رواج

آریہ تو تعدد ازدواج پر معترض ہوتے ہیں۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ قدیم آریوں میں نہ صرف تعدد ازدواج کا دستور تھا۔ بلکہ اس وقت ایک ایک عورت کے کئی کئی خاوند ہوتے تھے۔ اور ایک ہی وقت میں متعدد شوہروں کی جورو بنی رہتی تھی۔ جیسا کہ پروفیسر رام دیو صاحب کو بھی اس بات کا ان الفاظ اقبال کرنا پڑا۔ کہ "مہابھارت کے زمانہ میں ایک عورت کے بہت سے خاوند کر لینے کا رواج بھی چل پڑا تھا" (تاریخ ہند جلد دوم صفحہ ۲۰۹)۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بے شک ایک عرصہ کی مجبوراً مشق کے نتیجہ میں ممکن ہے کہ حبِّ مال کا جذبہ جاتا رہے لیکن یہ باعثِ عزت نہیں جیسے کسی نامرد محض کی عصمت قابل قدر نہیں۔ البتہ مال کے ہاتھ میں آجانے پر اس سے محبت نہ ہونا باعزت کا موجب ہوگا اس لحاظ سے ہماری سکیم نہایت اعلیٰ اور انسانی فطرت کی تکمیل کے لئے ہے۔ بہرحال اس نقطہ تنقید کو چھوڑ کر جو بات بطور قدر مشترک کے ہم لے سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ مبلغین کی زندگی پاکیزگی۔ اطاعت اور حبِّ مال سے مبرا زندگی ہونی چاہیئے۔ کہ ان باتوں کا اثر دوسروں پر بہت جلد ہوتا ہے اور اطاعت قوت کا باعث ہوتی ہے۔ خاکسار عرفانی

انجیل اور قرآن مجید کی تعلیم کا مقابلہ

دنیا میں پھر کر دیکھ لو۔ اسکے ایک ایک گوشہ کونے کونے کو ٹٹول مارو۔ کوئی عقلمند۔ ذی فہم۔ صحیح القویٰ انسان ایسا نہیں پاؤ گے۔ جو اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز اختیار کرے۔ مثلاً اگر کسی جگہ ایک شخص کو سو روپے ملتے ہوں۔ اور دوسری جگہ تیس ۳۰ روپیہ۔ تو وہ کبھی سو روپیہ کو چھوڑ کر تیس روپے لینا پسند نہیں کریگا۔

جب انسان اپنی راحت جسمانی اور فانی سرور خوشی کیلئے ادنیٰ کو اعلیٰ پر ترجیح نہیں دیتا۔ تو پھر دین کے معاملہ میں جسپر روحانی خوشی و سرور منحصر ہے۔ ادنیٰ کو اعلیٰ پر کیوں ترجیح دیتا ہے۔ مثلاً مسیحیت اور اسلام دو ۲ مذہب ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ ان میں سے کونسا دین اعلیٰ و اکمل اور کونسا ناقص و ادنیٰ ہے۔ اگر دونو بلحاظ تعلیم کے مساوی ہوں۔ تو پھر کسی کا حق نہیں کہ دوسرے کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دے۔ لیکن اگر ایک کی تعلیم اعلیٰ ہو اور دوسرے کی تعلیم ناقص۔ تو اعلیٰ تعلیم والے کا حق ہے۔ کہ اس شخص کو جو ادنیٰ تعلیم کو اختیار کیئے ہوئے ہے اعلیٰ کی طرف بلائے اور دوسرے پر لازم ہے۔ کہ وہ اعلیٰ کو اختیار کرے۔

اسلام ہمیں یہ تعلیم نہیں دیتا۔ کہ مسیحیت میں کوئی خوبی نہیں پائی جاتی۔ بلکہ اسلام علی الاعلان صرف مسیحیت ہی نہیں بلکہ تمام مذاہب میں کچھ نہ کچھ خوبیوں کا اقرار کرتا ہے۔ اور جو لوگ محض تعصّب کی وجہ سے دوسرے مذاہب کی خوبیوں کا انکار کر دیتے ہیں۔ انکو غلطی پر قرار دیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقالت الیھود لیست النصاریٰ علیٰ شیءٍ وقالت النصاریٰ لیست الیھود علیٰ شیءٍ وھم یتلون الکتاب کذٰلک قال الذین لا یعلمون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس جن کے ہاں عورتیں بھی کئی کئی خاوند کر لیا کرتی تھیں۔ وہ مسلمانوں پر ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کر لینے پر کس طرح طعن کرنے کا حق رکھتے ہیں؟

البیرونی کے وقت کی ہندو تہذیب

چند ہفتے گذرے۔ پروفیسر رام دیو صاحب نے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے بڑی بلند آہنگی سے اپنی قدیم تہذیب کی برتری کا دعویٰ کیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ جس وقت مسلمان ہندوستان میں وارد ہوئے اس وقت کی ہندو تہذیب اسلامی تہذیب سے بہت بڑھ چڑھ کر تھی۔ اور ثبوت میں البیرونی کی کتاب الہند کا حوالہ دیا تھا۔ لیکن جب کتاب الہند کا مطالعہ کیا گیا۔ تو اس وقت کی ہندو تہذیب یا آرین تمدن کا جو نقشہ ہمیں دکھائی دیا۔ وہ یہ ہے۔ ناظرین اسے پڑھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ آریوں کا اپنی قدیم تہذیب پر نازاں ہونا اپنے اندر کیا حقیقت رکھتا ہے۔ البیرونی لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ہندو جسم سے کوئی بال نہیں کاٹتے۔ پہلے پہل وہ گرمی کی وجہ سے ننگے پھرا کرتے تھے۔ اور سر کے بال نہ کاٹنے سے ان کا مقصد سورج کی تپش سے محفوظ رہنا تھا۔ اور مونچھوں کی حفاظت کے لئے ان کے اکبرے پیچ بناتے ہیں۔ موئے زہار نہ کاٹنے کے متعلق وہ لوگوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ وہاں کے بال نہ کاٹنے سے شہوت بڑھتی ہے۔ اس لئے جن کو جماع کے لئے خاص رغبت ہوتی ہے۔ وہ بال کبھی نہیں کاٹتے۔ وہ اپنے ناخون بہت لمبے بڑھا لیتے ہیں۔ اور اپنی اس سستی پر فخر کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان سے سر کھجلانے اور بالوں سے جوئیں ٹٹولنے کے سوا اپنی میٹھی غفلت کی زندگی میں اور کوئی کام نہیں لیتے۔ ہندو گوبر کے چوکے میں اکیلے ایک کے بعد ایک بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ وہ پس خوردہ کھانا نہیں کھاتے۔ اور جن تھالیوں میں انہوں نے کھانا کھایا ہو وہ اگر مٹی کی ہوں۔ تو انہیں پھینک دیتے ہیں۔ پان اور چونے کے ساتھ سپاری چبانے سے ان کے دانت لال ہوتے ہیں۔ وہ شراب خالی پیٹ پیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد کھانا کھاتے ہیں۔ وہ گائیوں کا پیشاب تو پی لیتے ہیں۔ مگر ان کا گوشت نہیں کھاتے۔ وہ جھانجھوں کو چھڑی سے بجاتے ہیں۔ پاجاموں کی جگہ وہ پگڑیاں (دھوتی) باندھتے ہیں۔ جو لوگ تھوڑی پوشاک رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ ایک دو انگل چوڑا چیتھڑا لے کر اسے رسیوں کے ساتھ اپنی کمر کے ساتھ باندھ لیتے ہیں۔ اور اس پر قانع رہتے ہیں۔ مگر جو لوگ زیادہ کپڑے پہنا کرتے ہیں۔ وہ اتنی زیادہ روئی سے بھرے ہوئے پاجامے پہنتے ہیں۔ کہ اس سے کئی لحاف اور زین کے نمدے بن جائیں۔ ان پاجاموں میں کوئی راہ نہیں ہوتی۔ وہ اتنے بڑے ہوتے ہیں۔ کہ پاؤں تک دکھائی نہیں دیتے۔ جس رسی سے پاجامہ باندھا جاتا ہے۔ وہ پیچھے کی طرف ہوتی ہے ... غسل کرنے سے پہلے وہ اپنے پاؤں دھوتے ہیں۔ اور اس کے بعد منہ کو۔ وہ اپنی عورتوں سے [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثل قولھم (البقرہ) یہود کہتے ہیں۔ کہ نصاریٰ میں تو کوئی بھی خوبی نہیں پائی جاتی۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں۔ کہ یہود بالکل خیر اور خوبیوں سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھو اس انکار کی بنا محض تعصب ہے کم از کم اور نہیں تو وہ اس بات پر دونو متفق ہیں۔ کہ تورات خدا تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور اس میں اچھی تعلیم موجود ہے۔

اب سوال ہوتا ہے۔ کہ جب ہر ایک مذہب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں موجود ہیں۔ اور اچھی تعلیمیں پائی جاتی ہیں۔ تو پھر اسلام کی طرف کیوں دعوت دیجاتی ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہم اسلام کی طرف دوسرے مذاہب کو اسلئے دعوت دیتے ہیں۔ کہ مختلف مذاہب میں خوبیوں کے علاوہ نقائص بھی موجود ہیں۔ مگر اسلام ان تمام نقائص سے پاک اور ان تمام خوبیوں کا جو متفرق طور پر دوسرے مذاہب میں پائی جاتی ہیں جامع ہے۔

مثلاً انجیل میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ جو کوئی یونہی بلا سبب اپنے بھائی پر ناراض ہوگا۔ تو وہ مستوجب حکم ہوگا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ نہیں ہونا چاہیئے۔

اب یہ تعلیم نہایت اچھی ہے۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تعلیم کامل ہے۔ کیونکہ کمال کے معنی یہ ہیں۔ کہ آگے اور اس سلسلے میں کوئی درجہ نہ ہو۔ مگر جب ہم قرآن مجید کی تعلیم کو اس بارہ میں دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ انجیل کی تعلیم اسکے مقابلہ میں نہایت ہی ناقص ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللّٰہ یحب المحسنین۔

اب اس تعلیم اور انجیل کی تعلیم میں نمایاں فرق ہے۔ انجیل نے تو انسان کو صرف انسانیت کے درجہ پر رکھنا چاہا ہے۔ کیونکہ جو شخص بلا وجہ اور بلا سبب اپنے بھائی پر غصہ ہوتا ہے۔ وہ درحقیقت انسانیت کے درجہ سے گرا ہوا ہے۔ مگر قرآن مجید ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ وہ شخص جو اپنے بھائی پر بلا سبب ناراض نہیں ہوتا قابل تعریف نہیں۔ بلکہ قابل تعریف وہ شخص ہے۔ جو ناراض ہونے کے اسباب کی موجودگی میں ناراض نہیں ہوتا اور اپنے غصہ کو روک لیتا ہے۔ اور اس کا اظہار نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ یہ کوئی سب سے اعلیٰ درجہ نہیں۔ بلکہ اسکے اوپر ایک اور درجہ ہے۔ وہ عفو ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک انسان بظاہر غصہ کا اظہار نہ کرے لیکن دل میں اسکی طرف سے کینہ و عداوت رکھے یا دوسرا بھائی یہ سمجھے کہ مجھ پر ضرور دل میں ناراض ہوا ہوگا۔ اس لئے فرمایا والعافین عن الناس۔ پھر قابل تعریف وہ لوگ ہیں۔ جو اسباب غصہ کی موجودگی میں غصہ کو روک لیتے ہیں۔ پھر غصہ ہی نہیں روکتے بلکہ قصوروار کو معاف کر دیتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے اسکے اوپر ایک اور درجہ ہے۔ وہ احسان کا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ پھر باوجود معاف کرنے کے اوراسپر احسان کرتے ہیں۔ اور کچھ چیز بطور احسان کے دیدیتے ہیں تا اس کے دل میں یہ خیال نہ گذرے کہ وہ ناراض ہے۔ اس سے وہ سمجھ لیتا ہے کہ اب مجھ پر کسی قسم کی ناراضگی نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب انسان اس مقام کو اختیار کرتا ہے۔ تو اسوقت وہ باخدا انسان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور اسکی صفات میں رنگا جاتا ہے۔ جو انسان کی پیدائیش کی علّت غائی ہے۔ چنانچہ تاریخ میں مذکور ہے کہ امام حسنؑ کے غلام نے کچھ نقصان کیا۔ جس پر یہ ہو سکتا تھا کہ امام حسنؑ ناراض ہوں۔ تو غلام نے جھٹ یہ آیت پڑھ دی والکاظمین الغیظ تو آپنے غصّہ کا اظہار نہ کیا۔ پھر اس نے اگلا حصّہ پڑھا والعافین عن الناس تو آپنے معاف کر دیا اور جب اس نے واللہ یحبّ المحسنین پڑھا تو آپنے اسے آزاد کر دیا۔

پھر قرآن مجید نے صرف بھائی کے لئے ہی غصّہ نہ کھانے کے لئے نہیں کہا بلکہ ناس یعنی تمام لوگوں کے لئے کہا ہے پس اس تعلیم اور انجیل کی تعلیم کا موازنہ کرنے سے ہر ایک عقلمند انسان معلوم کر سکتا ہے۔ کہ انجیل کی تعلیم کو اختیار کرنا اور قرآن مجید کی پیشکردہ تعلیم کو چھوڑنا ایسا ہی ہے۔ جیسا سو روپیہ چھوڑ کر تیس روپیہ اختیار کرنا۔ مگر کیا کوئی عقلمند ایسا کرتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

پس اگر کوئی مسیحی بنظر تحقیق و تدقیق قرآن مجید و انجیل کی تعلیم کا موازنہ تعصّب کو بالائے طاق رکھکر کریگا۔ تو اسپر روز روشن کی طرح کھل جائیگا۔ کہ قرآن مجید کی تعلیم انجیل کی تعلیم سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ اور ایسی کامل تعلیم ہے۔ جس پر زیادتی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً جس مثال کو ہم نے پیش کیا ہے۔ اس سلسلے میں احسان کے اوپر کوئی درجہ نہیں ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

جلال الدین شمس احمدی از دمشق

ٹریکٹ اور اشتہار منگالیں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے ایک ٹریکٹ ۱۶ صفحے کا جس کا خلاصہ اس رسالہ میں بھی دیا گیا ہے اور جس کا نام ہے آپ " اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کچھ کر سکتے ہیں " اور ایک اشتہار (پوسٹر) بہ عنوان " اسلام کی آواز " ۲۹×۱۴ تقطیع پر دیواروں پر چسپاں کرنے کے لئے۔ شائع ہوا ہے۔ صیغہ ترقی اسلام قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے منگا کر اسکی اشاعت کا ثواب لیں اور اس کار خیر میں حصہ لیں ہو کہ مسلمانوں ... النہوار شادات کی تعمیل میں ہے۔

(... ریویو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند سوالات کے جوابات

اللہ تعالیٰ کے افعال

آپکا ایک سوال یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اعمال کے متعلق آپ لوگ کیا کہتے ہیں۔ ان کی صحت یا غلطی کے متعلق۔ اور کیا وہ کبھی غلطی کرسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب ہم کسی ہستی کے متعلق یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالیٰ ہے اور معبود ہے اس عقیدے کے بعد یہ خیال آنا کہ وہ کبھی غلطی بھی کرسکتا ہے بالکل ناممکن ہے جو غلطی کرسکتا ہے اسکو کوئی خدا کس طرح تسلیم کریگا۔ یہ سوال غالباً آپکے دل میں عیسائیت سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بائیبل میں بعض جگہ پر آیا ہے۔ پھر خدا پچھتایا۔ اگر آپ اسلامی تعلیم کا مطالعہ کرتے تو آپکے دل میں یہ سوال ہرگز پیدا نہ ہوتا۔ اسلام کا دعویٰ ہے کہ باقی مذاہب میں اس سبب سے خرابیاں پیدا ہوئی ہیں کہ انہوں نے صفات الٰہیہ کو صحیح طور پر نہیں سمجھا اور اللہ تعالیٰ کی طاقتوں کا اندازہ اپنی طاقتوں پر کیا۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے کلام پر اور اللہ تعالیٰ کے فعل پر اپنے عقیدہ کی بنیاد رکھتے تو کبھی وہ ٹھوکر نہ کھاتے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کی ذات کو تمام خوبیوں کی جامع اور تمام عیبوں سے پاک قرار دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ غلطی کرسکتا ہے بڑی سخت غلطی ہے۔

پیدائش انسان

پھر آپکا ایک سوال یہ ہے کہ پیدائش کے متعلق آپکا کیا خیال ہے کہ آیا بچہ انسان کی مرضی کے مطابق شکل اختیار کرسکتا ہے یا لڑکا یا لڑکی پیدا ہوسکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لڑکا یا لڑکی کا پیدا ہونا یا ان میں سے کسی ایک کا پیدا ہونا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سے اور اختیارات کے متعلق کچھ ایسے قوانین بنا دئیے ہیں جن کی اتباع کر کے انسان عام طور پر ان فوائد کو حاصل کرسکتا ہے جو فوائد کہ ان کی اتباع کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں مثلاً کسی چیز کا جلانا اللہ تعالیٰ کے اختیار اور قبضہ میں ہے اگر اللہ تعالیٰ آگ کی خاصیت پیدا نہ کرتا کوئی شخص کسی چیز کو جلا نہ سکتا لیکن خدا تعالیٰ نے آگ کی خاصیت پیدا کر کے ایسا قانون بنا دیا ہے جس قانون کو استعمال کر کے ہم اپنی ضرورت کے مطابق آگ پیدا کرسکتے ہیں۔ اسی طرح بچوں کی پیدائش بھی ہے۔ بچہ کا پیدا ہونا بھی ایسا ہی خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے جیسا دنیا کا ذرہ ذرہ خدا کے اختیار میں ہے۔ ہمارے عقیدہ کی رُو سے تو ایک چھوٹے سے چھوٹا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمل بھی خدا تعالیٰ منشاء کے بغیر نہیں ہو سکتا پس بچہ کی پیدائش تو اہم امور میں سے ہے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کے اختیار ہی میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکے متعلق کچھ قوانین بنائے ہیں اگر انسان ان قوانین کی اتباع کرے تو اس کی اولاد ہو سکتی ہے اور ایک حد تک شکل اور نسل کے لحاظ سے انسان کی مرضی کے مطابق ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ان قوانین کی کوئی شخص اتباع نہ کرے تو اسکے اولاد نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں ہمیں بعض باتیں ایسی نظر آتی ہیں جن کو مدِّ نظر رکھ کر اولاد کی شکل اور اسکی دماغی قابلیت کو بڑھایا جا سکتا ہے اور اس طرح بعض چیزیں ہمیں ایسی نظر آتی ہیں جن کے استعمال کے ساتھ بعض ایسے مردوں یا عورتوں کے ہاں اولاد ہو سکتی ہے جنکے ہاں پہلے اولاد نہیں ہوتی تھی اور بعض ایسی چیزیں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں کہ جنکے استعمال سے بعض ایسی عورتوں یا مردوں کے ہاں جن کے صرف لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں لڑکے پیدا ہو سکتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ چونکہ اپنے اختیار اور قبضہ کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ وہ علاج ضرور ہی فائدہ دے سکتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی خاص منشاء کسی شخص کے متعلق یہ ہو کہ اسکے ہاں نرینہ اولاد نہ ہو یا اولاد نہ ہو ... تو اسکے لئے خواہ لاکھ حیلے کریں اور ہزار سر مارا جائے اسکو فائدہ نہ ہوگا

تناسخ

ایک اور سوال آپکا یہ ہے کہ آیا آپ تناسخ پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں۔ تناسخ ایسی بے ہودہ تعلیموں میں سے ہے کہ کوئی عقلمند انسان اسپر یقین نہیں رکھ سکتا۔ اور عقلمند انسانوں میں سے جو اس تعلیم کو مانتے ہیں اسے اس وجہ سے مانتے ہیں کہ انکے باپ دادا ایسا کہتے چلے آئے ہیں۔ باپ دادوں کی اتباع میں بعض اوقات آدمی عقل کو کھو بیٹھتے ہیں اور بغیر اسکے استعمال کرنے کے ایسے امور کو تسلیم کر لیتے ہیں جو عقل کے خلاف ہوتے ہیں۔ قرآنی تعلیم کے رو سے اس دنیا میں انسان پیدا کیا جاتا ہے اور اسلئے یہ موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ایسے کمالات حاصل کرے جنکے استعمال کے ساتھ وہ موت کے بعد لقاء الٰہی کو حاصل کر سکے اور جو انسان ان کمالات کو اس دنیا میں حاصل کر سکتا ہے وہ ہدایت کے رستے پر پورے طور پر قدم زن ہو جاتا ہے۔ جو ان کمالات کو اس دنیا میں حاصل نہیں کرتا اسکے لئے اگلے جہان میں نہایت تکلیف دہ رستہ ہے۔ جو اس دنیا میں بار بار لوٹایا جا کر ان کمالات کو حاصل نہیں کر سکتا۔

آپ اتنا تو غور کریں کہ تناسخ کی غرض کیا ہے اگر اس کی غرض اصلاح نفس ہے تو پھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیں پچھلے واقعات ضرور یاد رہنے چاہیئیں۔ بغیر اسکے کہ پچھلے واقعات ہمیں یاد ہوں اپنے نفس کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ اگر ہمیں کوئی ایسا گر یاد ہوتا کہ ہم ایک لڑکے کو سبق سکھلاتے اور پھر بھلا دیتے اور پھر سکھاتے اور پھر بھلوا دیتے تو اگر ہم ہزار سال بھی اس طرح پڑھاتے رہیں تب بھی وہ جاہل کا جاہل ہی رہیگا۔ علم کی ترقی تبھی ہوتی ہے جب پہلا علم یاد رہے۔ پس اگر تناسخ کی غرض انسانی ترقی ہے تو ہمارا پچھلا تجربہ اور پچھلا علم ہمارے ذہن میں محفوظ رہنا چاہیئے۔ تاہم اسپر ترقی کر کے خدا تعالیٰ کے اور فرمانبردار ہو جائیں لیکن ہر ایک بچہ جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے وہ دینی اور دنیوی علوم کو نئے سر سے سیکھنا شروع کرتا ہے۔ پھر اگر جونوں کا مسئلہ صحیح ہے تو اس جگہ کا اس بچہ کو کیا فائدہ ہُوا۔ اسکی آج کی پیدائش بھی اسکے لئے ایسی ہی بے معنی ہے جیسے کہ آج سے ایک لاکھ سال پہلے کی پیدائش۔ غرض یہ عقیدہ بالکل عقل اور قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔

آپ اسلام اور مسلمانوں کیلئے کیا کر سکتے ہیں

(تمام کلمہ گوؤں سے خطاب)

اسوقت مسلمانوں میں بیکاری حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ اور انہیں اس ابتلاء سے نکلنے کا کوئی راستہ معلوم نہیں دیتا۔ پس:-

(۱) اگر آپ مسلمانوں کی تمدنی حالت درست کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ اور کسی محکمہ میں مسلمانوں کی ملازمت کا انتظام کر سکتے ہیں۔ تو آج سے اقرار کر لیں کہ جہاں تک آپکے اختیار میں ہوگا۔ آپ جائز طور پر مسلمانوں کی بیکاری کو دور کرنے میں مدد دینگے۔ اور اپنے اس ارادہ سے صیغہ ترقی اسلام قادیان ضلع گورداسپور کو اطلاع دیں۔ جسے اس کام کے لئے میں نے مقرر کیا ہے ؛

(۲) چونکہ کئی مسلمان مسلمانوں کی ضرورت کو پورا کرنیکا ارادہ تو رکھتے ہیں۔ لیکن انہیں مناسب آدمیوں کا علم نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ کو اگر ایسے مسلمانوں کا علم ہو۔ جو کسی قسم کے روزگار کے متلاشی ہیں۔ تو ان لوگوں کو تحریک کریں۔ کہ وہ اپنے نام سے صیغہ ترقی اسلام کو جسے موجودہ فتنہ کے دور کرنیکے لئے میں نے قائم کیا ہے۔ اطلاع دیں۔ یہ بھی آپکی ایک اسلامی خدمت ہوگی۔ یہ صیغہ ہر جگہ تحریک کر کے مسلمانوں کی بیکاری کے دور کرنے کی کوشش کریگا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے سے قبل نہاتے ہیں۔ ..... تیوہاروں کے موقعہ پر اپنے بدن پر گوبر ملتے ہیں۔ مرد عورتوں کی طرح زیور پہنتے ہیں۔ وہ اُبٹن ملتے ہیں۔ کانوں میں بالیاں۔ ہاتھوں میں چوڑیاں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں سونے کی انگشتریاں اور چھلے پہنتے ہیں۔ (اس کے آگے بہت ہی گندی اور شرمناک باتوں کا ذکر ہے۔ جو حذف کر دیا گیا ہے۔ احمدی مہاجر) وہ زین کے بغیر ہی سواری کرتے ہیں۔ لیکن اگر زین لگائیں بھی تو گھوڑے کی دائیں طرف سے سوار ہوتے ہیں۔ وہ سفر میں پسند کرتے ہیں۔ کہ کوئی شخص گھوڑے پر چڑھا ہوا ان کے پیچھے آئے۔ وہ چھری کو کمر کی دائیں طرف باندھتے ہیں۔ وہ یگیوپویت نام کی ایک پیٹی پہنتے ہیں۔ جو بائیں کندھے سے ہو کر کمر کی دائیں طرف کو جاتی ہے۔ وہ مشکلات کے وقت عورتوں سے مشورہ لیتے ہیں۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ لڑکی کی نسبت لڑکے کی زیادہ پرواہ کرتے ہیں ..... وہ گھر میں داخل ہوتے وقت نہیں بلکہ وہاں سے جاتے وقت اجازت مانگتے ہیں۔ وہ مجلسوں میں پلتھی مار کر بیٹھتے ہیں۔ ان لوگوں کو پاس بیٹھے ہوئے اپنے بزرگوں کے سامنے تھوکنے اور ناک صاف کرنے میں قطعاً ہچکچاہٹ نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کے سامنے ہی جھٹ سے جوئیں بھی مارنے لگ پڑتے ہیں وہ چھینکنے کو بُرا اور گوز مارنے کو اچھا سمجھتے ہیں۔ وہ جُلاہے کو ناپاک اور سینگی لگانے اور کھال ادھیڑنے والوں کو جو قریب المرگ جانوروں کو ڈبو کر یا جلا کر مار ڈالتا ہے پاک سمجھتے ہیں۔ .... بُت پرست عرب بھی کئی قسم کی بُری باتوں میں مبتلا تھے۔ ..... مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ اسلام نے عربوں سے اور ہندوستان کے ان حصوں سے جہاں کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان تمام باتوں کو دور کر دیا ہے (الحمد للہ۔) (البیرونی کا بھارت ہندی جلد اوّل صـــ۱۰۳ تا ۱۰۹)

اب اگر اس قسم کی تہذیب اور تمدن پر پروفیسر رام دیو صاحب یا ان کے ہمخیال سماجی دوست ناز کرنا چاہیں۔ تو انہیں اختیار ہے۔ لیکن اگر کسی غیر جانبدار کے سامنے اس بیان کو رکھ کر پوچھا جائے تو وہ صاف کہدیگا۔ کہ جو قوم اس قسم کی تہذیب کی مالک تھی۔ اسے اسلامی تمدن اور اسلامی تہذیب کے مدمقابل رکھنا گویا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ (فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

نقشہ اُجرت اشتہارات

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۳ روپے
ششماہ	"	۲۳ روپے	"	۱۲ روپے
تین ماہ	"	۱۲ روپے	"	۷ روپے

فی اشاعت ایک صفحہ ½۴ چار روپے۔ نصف صفحہ ½۲ روپے۔ فی سطر ۴ ر۔

(مینجر ریویو آف ریلیجنز۔ اردو قادیان)

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوفناک وبلیجہ ما

موسم بدل گیا — نتیجہ کیا ہوگا

ہیضہ پھیلا ہے

ایسا آدمی شاید ہی کوئی ہوگا جو اپنے کلیجہ پر ہاتھ رکھکر یہ بیان کرسکے۔ کہ کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کا بنایا ہوا سو میں سے نوے کو بچانے والا مشہور اصلی عرق کافور کا نام نہیں جانتا ہو۔ اس نے وہ سچائی دکھلائی۔ کہ دیکھنے والے دنگ رہ گئے۔ اس نے وہ کام کر دکھلایا۔ جو کوئی ڈاکٹر بھی نہ کرسکا۔ چوالیس سالوں سے لاکھوں بار ثابت ہوچکا ہے۔ ہیضہ کے لئے اس کے مقابلہ کی دوسری دوا نہیں۔ گھر میں یا سفر میں ساتھ رکھنے سے اکیلا عرق کافور کئی دواؤں کا کام دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸؍ محصولڈاک ایک سے ۳ شیشی تک ۶؍

سردرد و ریاحی درد کی دوا

یہ دوا سر کے درد کو چھو منتر کی طرح اڑا کر روتے ہوئے آدمی کو ہنسا دیتی ہے۔ کیسا سردرد ریاحی درد کیوں نہ ہو۔ اس دوا کے کھاتے ہی آرام ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی سر اور آنکھوں پر برف کی سی ٹھنڈک آجاتی ہے۔ اس دوا کی ایک شیشی ہر وقت گھر میں رکھنا چاہیئے۔

قیمت فی شیشی ۱۲ گولیوں کی ۱۲؍ محصولڈاک ۶؍

نوٹ۔ خط لکھنے سے پیشتر اپنے یہاں کے دوافروشوں اور دوکانداروں سے دریافت کرلیں۔ اس میں ان کو محصولڈاک اور وقت کی کفایت ہوجائیگی۔

ڈاکٹر ایس کے برمن صیغہ نمبر ۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

نوٹ:۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ درخواست آنے پر قواعد ایجنسی روانہ کی جاویگی۔